عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ
جولائی ۲۰۰۰ء

شمارہ ۴ ◇ جلد ۳۷/۴

سندھ خشک سالی کی زد میں

قادیانی معجزات

حضرت لدھیانوی شہید، چند یادیں، چند باتیں

انسان کامل کا خلق عظیم

خطبات و ارشادات حضرت جالندھری

قادیانی مباہلہ میں

اسلام آباد میں رد قادیانیت کورس، شہید ختم نبوت کانفرنسیں، مبلغین کی سرگرمیاں

بین الاقوامی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

زیر سرپرستی

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد مدظلہ

پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

نگران اعلیٰ

فقیہ العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

بیاد مجاہد ختم نبوۃ حضرت مولانا تاج محمودؒ

چیف ایڈیٹر: صاحبزادہ طارق محمود

سب ایڈیٹر: حافظ احمد عثمان شاہد ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر: رانا محمد طفیل جاوید

مینجر: قاری محمد حفیظ اللہ

شمارہ نمبر 4 جلد نمبر 37/4

قیمت فی شمارہ ۱۰ روپے

سالانہ ۱۰۰ روپے

بیرون ملک ۱۰۰۰ روپے پاکستانی

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ

شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ

حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ

حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

مجلس منتظمہ

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ

علامہ احمد میاں حمادی

مولانا مفتی محمد جمیل خان

مولانا محمد اکرم طوفانی

مولانا خدا بخش [illegible]

مولانا مفتی حفیظ الرحمان

مولانا محمد نذر حقانی

مولانا فقیر اللہ اختر

مولانا قاضی احسان احمد

مولانا صاحبزادہ عزیز احمد

مولانا بشیر احمد

حافظ محمد یوسف حقانی

مولانا محمد اسماعیل [illegible]

مولانا احمد بخش

مولانا غلام حسین

چوہدری محمد اقبال

مولانا غلام مصطفیٰ

رابطہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ، ملتان

Ph.: 061-514122 Fax: 061-542277

ناشر صاحبزادہ طارق محمود، مطبع تشکیل نو پرنٹرز ملتان

مقام اشاعت جامعہ مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس شمارے میں

خطرے کی گھنٹی	اداریہ	3
مرکزی مجلس منتظمہ کا اجلاس	ادارہ	6
قادیانی جماعت بجلی چور۔ چیئرمین واپڈا توجہ دیں	ادارہ	7
مباہلہ میں ہارنے کے بعد قادیانی پاگل ہو گیا	ادارہ	8
حافظ محمد عبداللہ صاحبؒ کا سانحہ ارتحال	ادارہ	9
انسان کامل ﷺ کا خلق عظیم	مولانا مرتضیٰ حسن	11
ملفوظات وارشادات حضرت جالندھریؒ	سید شمشاد حسین	14
حضرت لدھیانوی شہیدؒ کی چند یادیں	مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی	17
حضرت لدھیانوی شہیدؒ نعت	مولانا محمد یوسف مانسہرہ	23
حضرت میانویؒ کی حیات وخدمات کی ایک جھلک	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	24
قادیانی معجزات	پروفیسر منور احمد ملک	27
قادیانیوں کی شکست	مولانا اللہ وسایا	37
خوف خدا اور فکر آخرت	مولانا قاضی احسان احمد	40
دینی مدارس کا تحفظ اور وفاق کی ذمہ داری	مولانا قاضی عبدالکریم	44
سندھ خشک سالی کی زد میں	علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو	47
قادیانی جماعت سندھ کے امیر کا قبول اسلام	مبشر احمد گورایا	50
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	53
تبصرہ کتب	ادارہ	61
تبرکات اکابر	ادارہ	63
دینی معلومات	مولانا محمد طیب فاروقی	64

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطرے کی گھنٹی!!!

مشرف حکومت میں چھپانے والے وزیر داخلہ معین الدین حیدر نے نیویارک ٹائمز کے نمائندے جوڈتھ ملر کو انٹرویو دیتے ہوئے آخر دل کی بات کہہ ہی ڈالی۔ انہوں نے اعتراف کیا ہے کہ حکومت ان ہزاروں دینی مدارس کو کنٹرول کرنے کا فیصلہ کر چکی ہے۔ جہاں نوجوانوں کو جہاد کی تربیت دی جارہی ہے۔ انہوں نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ یہ امریکی ایجنڈا نہیں بلکہ مشرف حکومت کی پالیسی ہے۔ اس سے پہلے بھی وزیر داخلہ کئی بار اس عزم کا اعادہ کر چکے ہیں۔ جب مذہبی حلقوں کی جانب سے سخت رد عمل آتا ہے تو موصوف دینی مدارس کے حوالہ سے اپنے چھپے عزائم کی تردید کر دیتے ہیں۔ اب تک تو صورتحال کچھ ایسی رہی ہے:

صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں
خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں

وزیر داخلہ کے حالیہ بیان سے محسوس ہوتا ہے کہ وہ چلمن سے باہر نکل آئے ہیں۔ نیویارک ٹائمز کے نمائندے کو دیئے جانے والے انٹرویو میں دینی مدارس اور جہادی تنظیموں کو کنٹرول کرنے سے متعلق ان کے اعلان کی تردید کو قبول نہیں کیا جاسکتا۔ یہ حکومتوں کا طریق کار رہا ہے کہ وہ حکومتی پالیسی کے اعلان کے پیمانہ سے رد عمل کو ناپتی ہیں تاکہ وہ قوت مدافعت کا اندازہ لگا سکیں۔ حال ہی میں جنرل پرویز مشرف نے تحفظ ناموس رسالت قانون کے طریق کار میں تبدیلی کا اعلان کیا۔ پورے ملک کے دینی حلقوں میں اس کا شدید رد عمل ہوا۔ دینی جماعتوں نے تحریک چلانے کا اعلان کیا۔ چنانچہ اس رد عمل کے نتیجہ میں فوجی حکومت نے فیصلہ واپس لے لیا۔ قبل ازیں میاں نواز شریف اور بیگم بے نظیر بھٹو دونوں حکومتوں نے

تحفظ ناموس رسالتؐ کے قانون میں ترمیم کرنا چاہی لیکن عوامی جذبات اور رد عمل کو دیکھتے ہوئے ہاتھ کھڑے کر دیئے۔

وزیر داخلہ معین الدین حیدر نے دینی مدارس کے حوالہ سے کوئی نئی بات نہیں کی۔ قبل ازیں سابق وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے واشنگٹن کے دورے سے واپس آتے ہی دینی مدارس کو دہشت گردی کے اڈے قرار دے کر ان کے خلاف کارروائی کرنے کے عزم کا اظہار کیا تھا۔ ان سے پہلے بے نظیر بھٹو کے دور حکومت میں بھی دینی مدارس سے متعلق حکومت کے یہی ارادے تھے۔ کیا اس کو حسن اتفاق سمجھیں کہ دینی مدارس اور جہادی تنظیموں کے متعلق عوامی حکومت ہو یا فوجی حکومت پالیسی یکساں ہے؟۔ موجودہ حکومت سمیت سابقہ حکومتوں کا کردار اس بات کا ثبوت ہے کہ دینی مدارس کو کنٹرول کرنے کی پالیسی امریکی ایجنڈے کا حصہ ہے۔ جسے ہر حکومت پایہ تکمیل تک پہنچا کر امریکی خوشنودی حاصل کرنا چاہتی ہے۔

وزیر داخلہ نے حکومتی عزائم کی ترجمانی کرتے ہوئے ایک اور نازک مسئلہ کو چھیڑ دیا ہے کہ پاکستان کو ایک جدید 'ترقی پسند' متحمل مزاج سیکولر ریاست ہونا چاہئے اور جنرل مشرف نے روم میں اطالوی اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ پاکستان بنیاد پرست ملک نہیں۔ چیف ایگزیکٹو اور وزیر داخلہ کی زبان ایک ہی ہے۔ جہادی تنظیموں کے متعلق بھی ان کے نظریات اب مخفی نہیں رہے۔ اس صورتحال کے پیش نظر محسوس ہوتا ہے کہ جہادی تنظیموں اور دینی مدارس کے خلاف حکومتی پالیسی امریکی ایجنڈا کی آئینہ دار ہے۔ ان کے تردیدی بیان عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہیں۔

وزیر داخلہ معین الدین حیدر اپنے فرائض منصبی سے انصاف نہیں کر پا رہے۔ جنرل مشرف کا فکری رجحان مثبت ہوتا اور وزیر داخلہ کے بیانات حکومتی پالیسی سے متصادم ہوتے تو یقیناً جنرل صاحب کو اپنے وزیر داخلہ کی باتوں کا نوٹس لینا چاہئے تھا۔ اب کہ تو وزیر داخلہ نے پاکستان کے اساسی تصور کو مجروح کیا ہے۔ اگر کوئی ادارہ یا کسی نوع کی حکومت وطن عزیز کو سیکولر ریاست کے روپ میں دیکھنا چاہتی ہے تو یہ ذہنی خلجان ملک اور قوم کے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہوگا۔ پاکستان ایک خالصتاً نظریاتی مملکت ہے۔ اگر پاکستان کو سیکولر ریاست ہی بنانا تھا تو پھر ہندوستان سے الگ ہونے کی ضرورت ہی کیا تھی؟۔ ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ وطن عزیز کی بقاء اس کی سلامتی اور وحدت کا دارومدار اس کے نظریہ سے وابستہ

ہے جس کی معرفت یہ معرض وجود میں آیا تھا۔ اگر نظریاتی سرحدوں کی حفاظت نہ کی گئی تو جغرافیائی سرحدیں خود بخود غیر محفوظ ہو جائیں گی۔ پاکستان اسلامی جمہوریہ ملک ہے۔ قرارداد مقاصد میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ پاکستان میں قرآن وسنت کے منافی کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا۔ وزیر داخلہ کو معلوم ہونا چاہئے کہ سیکولرازم کا تصور پاکستانی قومیت اور اس کے تصور کی نفی کے مترادف ہے۔ اگر اسی نظریہ کو پس پشت ڈالا گیا تو پھر پاکستان اور بھارت کے درمیان سرحدوں کی حیثیت محض لکیروں کی مانند ہوگی۔ پاک بھارت تشخص کی بنیاد ہی نظریہ ہے جس کی خاطر قربانیاں دے کر یہ ملک حاصل کیا گیا تھا۔

وزیر داخلہ معین الدین حیدر کے غیر ذمہ دارانہ اور غیر دانشمندانہ بیانات پر ابھی تک کوئی نوٹس نہیں لیا گیا۔ جس کا مطلب یہ سمجھا جائے گا کہ انہیں جنرل مشرف کی آشیرباد حاصل ہے اور موصوف انہی کی راگنی الاپ رہے ہیں۔ میاں نواز شریف کی حکومت کے خاتمہ کے بعد جنرل مشرف نے عنان اقتدار سنبھالا تو ان کے فکری رجحانات پر تشویش کا اظہار کیا جانے لگا۔ بین الاقوامی ذرائع ابلاغ نے نیوز ویک اور ٹائمز کے ذریعہ اہتمام کے ساتھ پاکستان کے نئے سربراہ کی ایک تصویر شائع کی۔ جس میں انہیں اپنی گود میں کتوں کے بچے کو اٹھائے ہوئے دکھایا گیا۔ یہ تصویر ہمارے قومی اخبارات میں بھی شائع ہوئی۔ ظاہر بات ہے کہ محکمہ تعلقات عامہ اور فوٹو سیکشن کی منظوری کے بغیر اس تصویر کی اشاعت ممکن نہ تھی۔ مسلم معاشرے میں کتوں سے لگاؤ اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ پاکستان کے چیف ایگزیکٹو کی تصویر پیش کرنے کا خاص مقصد ان کی مذہب پسندی سے لاتعلقی ظاہر کر کے ان کی روشن خیالی' لبرل ازم کو واضح کرنا تھا۔ امریکہ اور مغربی ممالک نے جنرل مشرف کی پہلی تقریر کے اس حصہ کو بھی یقیناً پسند کیا ہوگا جس میں انہوں نے انتہا پسند مذہبی گروہوں کو وارننگ دی تھی۔ قبل ازیں انہوں نے کمال اتاترک کو اپنی آئیڈیل شخصیت قرار دیکر اپنے بارے میں بنیاد پرستی یا مذہب پسندی کی واضح تردید کر دی تھی۔

اس تناظر میں دیکھا جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ موجودہ حکومت دینی مدارس کو کنٹرول کرنے کی خواہشمند ہے۔ لیکن وہ دینی طبقے سے محاذ آرائی کرنے سے ہچکچاتی نظر آتی ہے۔ یہ کام آسان ہوتا تو سابقہ حکومتیں دینی مدارس اور جہادی تنظیموں کے معاملہ میں کوئی سی سرگرمی ضرور دکھاتیں۔ تاجروں کی طویل ہڑتالوں اور احتجاجی تحریک میں کامیابی کے بعد حکومت کے حوصلے بلند ہیں۔ وہ اپنے آپ کو فاتح سمجھنے کے باوجود دینی مدارس کے معاملہ میں جارحانہ پالیسی اختیار کرنے سے گریزاں ہے۔ لیکن اس سے انکار نہیں کیا

جاسکتا کہ دینی مدارس کو کنٹرول کرنا' جہادی تنظیموں پر پابندی موجودہ حکومت کے پروگرام میں شامل ہے۔ اس مقصد کے لئے حکومت یقیناً نیٹ ورک کرے گی۔ دینی مدارس چلانے والے علماء اور مذہبی طبقوں کو ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ وزیر داخلہ کا حالیہ بیان تردید کے باوجود خطرے کی گھنٹی سے کم نہیں ہے۔

مرکزی مجلس منتظمہ کا حضرت امیر مرکزیہ کی صدارت میں اجلاس

مرکزی نائب امیر کی نامزدگی اور کمیٹیوں کا اعلان

10 جون بروز ہفتہ بعد از عصر دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور میں مرکزی مجلس منتظمہ کا اجلاس زیر صدارت امیر مرکزیہ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم منعقد ہوا۔ جس میں تمام اراکین منتظمہ لاہور و ٹوبہ ٹیک سنگھ کے اراکین شوریٰ بھی شریک ہوئے۔ اجلاس میں حسب ذیل کارروائی عمل میں لائی گئی۔ اجلاس میں تلاوت قرآن مجید کے بعد سب سے پہلے شہید ختم نبوت حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے لئے چشم پرنم سے حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم نے ترقی درجات کی دعا فرمائی۔ اجلاس میں حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی' حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے چک بھوڑو ضلع شیخوپورہ میں قادیانی فتنہ کی مسلمانوں پر فائرنگ کی رپورٹ پیش کی۔ فیصلہ ہوا کہ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کی قیادت میں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی' حضرت مولانا عبداللطیف انور' حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی شیخوپورہ کے حکام سے ملاقاتیں کریں گے اور پھر کیس کی تفتیش کی مکمل نگرانی حضرت مولانا عبداللطیف انور کریں۔

شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر تھے۔ اب آئندہ نائب امیر مرکزیہ کی ذمہ داریوں کو کیسے چلایا جائے۔ حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر کی ذمہ داریاں مخدوم الصلحا حضرت اقدس مولانا سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم کے سپرد فرمائیں۔ کراچی دفتر کے نظم کو چلانے کے لئے حضرت مولانا مفتی محمد جمیل رکن مرکزی مجلس شوریٰ' حضرت مولانا نذیر احمد مبلغ وانچارج دفتر کراچی' جناب

رانا محمد انور ناظم دفتر کراچی پر مشتمل سہ رکنی میٹی قائم کی گئی۔ جو باہم مشورہ سے تمام انتظامی امور چلائیں گے۔ بیرون ممالک برطانیہ وغیرہ کے تمام کام کی نگرانی کے لئے حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری دامت برکاتہم کی سربراہی میں کمیٹی قائم کی گئی۔ جس کے اراکین حضرت مولانا مفتی محمد جمیل' حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی' حضرت مولانا اللہ وسایا ہوں گے۔ کراچی اور لندن دفتر کے تمام تر مالیاتی امور حسب سابق مرکز کی زیر نگرانی ہوں گے۔ حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم نے وفات پاجانے والے معزز اراکین شوریٰ کی جگہ تین حضرات علماء کرام کو رکن شوریٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نامزد فرمایا۔

شہید ختم نبوت حضرت لدھیانویؒ کی جگہ حضرت مولانا عبدالمجید صاحب' شہید اسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحبؒ اسلام آباد کی جگہ حضرت مولانا محمد شریف صاحب ہزاروی اسلام آباد' مخدوم زادہ حافظ محمد عابد صاحبؒ کی جگہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب خطیب مرکزی مسجد سکھر کو نامزد کیا گیا۔

قریب نماز مغرب حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم کی دعا پر اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

قادیانی جماعت بجلی چور

چیئرمین واپڈا توجہ فرمائیں!

حکومت نے بجلی چوری کے خلاف ایکشن لیتے ہوئے بجلی کے میٹروں کی وسیع پڑتال کا منصوبہ بنایا جس کے تحت مشکوک افراد کے میٹر چیک کئے جارہے ہیں۔ اس ضمن میں سروے' چیکنگ ٹیمیں چناب نگر بھی گئیں اور مندرجہ ذیل اشخاص / مقامات کے میٹر چیک کئے گئے۔ (1) مریم صدیقہ زوجہ مرزا ناصر احمد (2) امت القیوم (3) صاحبزادی بشیر (میاں صلاح الدین) (4) دفاتر ایوان محمود (5) قصر خلافت (6) دار الضیافت (7) فضل عمر ہسپتال (8) مرزا انور احمد (9) لجنۃ اماء اللہ۔ یہ میٹر سید اعجاز احمد شاہ ایکسین اور رانا مزمل خان ٹیسٹ انسپکٹر نے چیک کئے۔ جبکہ درج ذیل افراد کے میٹر رانا انوار الحق میٹر انسپکٹر نے چیک کئے۔ ملک ظفر ولد سلطان (11) اکاؤنٹ نمبر 07587003-(12) بشارت احمد ولد عبدالوحید (13) ڈاکٹر محمد اشرف (14) ملک بشیر احمد ڈسپنسر فضل عمر ہسپتال (15) ڈاکٹر سلطان احمد مبشر (16) بشیر احمد ولد نذیر احمد۔ یہ لوگ یا ڈائریکٹ کنڈیاں لگائے ہوئے تھے یا انہوں نے میٹر سست کروا رکھے تھے۔ چیکنگ ٹیموں نے ان کے میٹر اتار لئے اور ان کے خلاف ایف آئی آر درج کرنے کے لئے رپورٹ کی۔ لیکن صرف یہ

نہیں کہ ان چوروں کے خلاف قانونی کارروائی نہیں کی گئی بلکہ رپورٹ دینے والے اہل کاروں کو ڈانٹا گیا کہ آپ لوگوں نے اخبارات کو اطلاع کیوں کی ہے اور ان آفیسروں کو معطل کر دیا گیا۔ یہ صرف اس لئے کہ یہ بجلی چور بڑے قادیانی تھے اور قادیانی لیفٹیننٹ کرنل ایاز محمود ان کی امداد کر رہا ہے۔ جبکہ متعدد مسلمانوں کے خلاف کارروائی کی گئی اور ان سے جرمانے وصول کئے گئے۔

اگر بیگم عابدہ حسین کے خلاف بجلی چوری پر مقدمہ درج ہو سکتا ہے اور نواز شریف پر کرپشن کے الزام میں پرچہ درج کیا جا سکتا ہے تو ان قادیانی بجلی چوروں کے خلاف بھی فوری طور پر پرچہ درج کر کے ان کے خاف سخت کارروائی کی جائے اور انہوں نے اب تک جو واپڈا کو مالی نقصان پہنچایا ہے اس کا ہرجانہ وصول کیا جائے۔ معطل شدہ افسران کو فوری طور پر بحال کیا جائے اور انہیں بلاوجہ پریشان کرنے پر متعلقہ بریگیڈئر سے باز پرس کی جائے۔ کیا چیئرمین واپڈا اس پر توجہ فرمائیں گے!!!

مباہلہ میں ہارنے کے بعد قادیانی پاگل ہو گیا

ملکوال کے علاقہ پنڈ مکو کے گورنمنٹ ہائی سکول کا قادیانی ہیڈ ماسٹر مباہلہ میں ہارنے کے بعد پاگل ہو گیا۔ بیوی بچوں کو چھوڑ دیا۔ گورنمنٹ ہائی سکول پنڈ مکو کا ہیڈ ماسٹر مبارک احمد باجوہ سکول میں اساتذہ اور بچوں کو قادیانیت کی تبلیغ کیا کرتا تھا۔ سٹاف نے اسے کئی دفعہ منع کیا کہ بچوں میں تبلیغ نہ کیا کرے۔ لیکن وہ باز نہ آیا۔ اس کے اس رویہ پر سکول کے کلرک ظفر شاہ نے ہیڈ ماسٹر بارک احمد قادیانی کو مباہلہ کا چیلنج کر دیا۔ ہیڈ ماسٹر نے قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی آخری نبی ہے۔ اس کے بعد ظفر احمد شاہ نے قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ حضور ﷺ اللہ رب العزت کے آخری اور سچے نبی ہیں۔ دونوں نے قرآن پاک پر ہاتھ رکھنے سے پہلے کہا تھا کہ جھوٹے کا انجام خود سامنے آجائے گا۔ قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر بیان دینے کے تھوڑی دیر بعد ہی مبارک احمد قادیانی نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی اور بچوں کو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد وہ فوراً لاہور چلا گیا۔ وہاں سے لنڈا بازار سے کئی پینٹیں اور شرٹیں خریدیں۔ واپس آنے پر ہر پانچ منٹ کے بعد ایک بدل کر دوسری پہن لیتا ہے۔ اس واقعہ سے پہلے اس نے داڑھی رکھی ہوئی تھی۔ لیکن اب داڑھی اور مونچھیں بالکل صاف کروادی ہیں۔ ہر وقت یہ لفظ اس کی زبان پر ہوتے ہیں کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ یہ کہتے ہی بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ مناظرہ کے اگلے روز ڈی ای او سیکنڈری سکول ملک ملازم

حسین نے سکول میں چھاپہ مار کر اس کی غیر حاضری کی رپورٹ تیار کر کے حکام بالا کو ارسال کر دی ہے۔ ہیڈ ماسٹر کے دو بیٹے اور بیٹیاں ہیں۔ ایک بیٹی کی حال ہی میں جرمنی میں شادی ہوئی ہے۔ ہیڈ ماسٹر کو پاگل پن کے مسلسل دورے پڑ رہے ہیں اور ریلوے اسٹیشن پنڈ مکو کی طرف دوڑ جاتا ہے۔ اکثر ٹرینوں میں آتے جاتے لوگ بڑی حیرت زدہ آنکھوں سے اسے دیکھتے ہیں۔ اس وقت یہ ٹرین میں چھپ جاتا ہے اور یہ لفظ دہراتا ہے کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ اب سکول سے مسلسل غیر حاضر ہے۔ ابھی تک اس ماہ کی تنخواہوں کے لئے اساتذہ کے بلوں پر دستخط بھی نہیں کئے گئے۔ اساتذہ نے حکام بالا سے مطالبہ کیا کہ اس کا طبی معائنہ کروایا جائے۔ اگر وہ واقعی پاگل ہو چکا ہے تو اسے نوکری سے برخاست کر کے نیا ہیڈ ماسٹر تعینات کیا جائے۔ اس واقعہ کے بعد طلباء، اساتذہ اور علاقہ بھر میں تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے۔

(جنگ لاہور 25 جون 2000ء)

حافظ محمد عبداللہ صاحبؒ کا سانحہ ارتحال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دیرینہ ساتھی حافظ محمد عبداللہ بستی سراجیہ والے گذشتہ ماہ قضائے الٰہی سے وفات پاگئے۔ ﴿انا للہ وانا الیہ راجعون﴾ محترم حافظ محمد عبداللہ صاحب چوہدری علی محمد کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کا آبائی گاؤں سلیم پور تحصیل جگرانوں ضلع لدھیانہ تھا۔ محترم حافظ محمد عبداللہ کو آٹھویں تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد قرآن مجید حفظ کرنے کا شوق ہوا تو آپ کے والد نے آپ کو مولانا محمد ابراہیم کے ہاں قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیج دیا۔ کچھ عرصہ آپ مولانا غلام رسول اور حافظ محمد عبداللہ کے ہاں بھی پڑھتے رہے۔ 1947ء کے بعد جب پاکستان بنا تو آپ کے آباؤ اجداد ہجرت کر کے پاکستان آگئے اور خانیوال کے قریب بستی سراجیہ میں رہائش اختیار کی۔ چونکہ آپ کے والد محترم کا روحانی تعلق حضرت اعلیٰ خواجہ ابوالسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ سے تھا۔ لہذا آپ کو آپ کے والد نے اسی تعلق کی بناء پر خانقاہ سراجیہ قرآن پاک کی تعلیم مکمل کرنے کے لئے بھیج دیا۔ حافظ صاحبؒ نے یکسوئی کے ساتھ قرآن پاک حفظ کیا۔ آپ نے رمضان المبارک میں دو دفعہ خانقاہ سراجیہ میں تراویح میں قرآن پاک سنایا۔ آپ کا حضرت ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے بہت قریبی تعلق تھا۔ محترم صاحبزادہ حافظ محمد عابد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے خصوصی پیار تھا۔ آپ کے ہاں اکثر علماء کا آنا جانا تھا۔ آپ کچھ عرصہ جمعیت علماء اسلام کے ضلعی نائب صدر بھی رہے۔ ختم نبوت کے سلسلہ میں بہت محنت اور

جدوجہد کرتے۔ سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے موقع پر آپ نوجوانوں اور بڑوں کو بڑی محنت سے تیار کر کے لے جاتے۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم سے خاص تعلق تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابر واصاغر دعاگو ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر وجمیل عطا فرمائے۔ آمین!

حضرت مولانا محمد یعقوب برہانی کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما جامع مسجد شاہ برہان کے خطیب حضرت مولانا محمد یعقوب برہانی کی اہلیہ محترمہ کا گذشتہ دنوں دل کا دورہ پڑنے سے انتقال ہوگیا۔ مرحومہ کی وفات مولانا اور ان کے خاندان کے لئے بڑا سانحہ ہے۔ ادارہ لولاک مولانا کے اس غم میں برابر کا شریک ہے۔ اور دعاگو ہے کہ حق تعالیٰ مرحومہ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطاء فرمائے۔ جماعتی رفقاء سے درخواست ہے کہ مرحومہ کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی ودعائے مغفرت کا اہتمام کریں۔

سوانح مولانا قاضی محمد زاہد الحسینیؒ

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد رشید اور شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینیؒ کی سوانح حیات زیر ترتیب ہے۔ حضرت کے احباب' تلامذہ اور متعلقین سے درخواست ہے کہ اس علمی کام میں تعاون فرماتے ہوئے حضرت سے متعلق اپنے مضامین' مقالات کے علاوہ جو مواد اور خطوط ان کے پاس ہوں ان کا عکس اپنی پہلی فرصت میں مجھے ارسال فرما کر ممنون ومشکور فرمائیں تاکہ شامل اشاعت ہوسکیں۔

والسلام

بریگیڈئر ریٹائرڈ ڈاکٹر فیوض الرحمٰن

27ریلوے سکیم نمبر2ائرپورٹ روڈ راولپنڈی

انسانِ کامل ﷺ کا خلقِ عظیم

مولانا مرتضیٰ حسن

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک بادیہ نشین عورت پر ہوا جو چولہے میں آگ جلا رہی تھی اور اس کا ننھا سا بچہ اس کی گود میں تھا۔ اس عورت نے رسول خدا ﷺ سے کہا:

”آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ میں پوچھتی ہوں کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان نہیں جس قدر کہ ماں اپنے بچے پر مہربان ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان ہے۔ عورت نے کہا کہ ماں تو اپنے بچے کو کبھی آگ میں نہیں ڈالتی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ بے اختیار رونے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس بندے کو دوزخ کی آگ میں ڈالے گا جو اس سے سرکشی کرتا ہے اور اسے جو اس کو ایک نہیں مانتا۔“ (سنن ابن ماجہ)

صبر و تحمل

مکہ میں کفار اور مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کو طرح طرح کی ایذائیں دیں لیکن آپ ﷺ نے ہر موقع پر صبر و تحمل سے کام لیا۔ ہر قسم کی سختیوں کو صبر و تحمل سے برداشت کیا۔

عقبہ نے ابوجہل کے کہنے پر اونٹ کا اوجھ غلاظت سمیت آپ ﷺ کی پیٹھ پر رکھ دیا جبکہ آپ ﷺ خانہ کعبہ میں خدائے واحد کے سامنے سجدہ ریز تھے۔ آپ ﷺ نے عقبہ سے کچھ کہا نہ **ابوجہل** سے تعرض کیا۔

رسول کریم ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھائے جاتے اور دروازے پر کوڑا کرکٹ ڈالا جاتا، گلی سے گزرتے ہوئے آپ ﷺ پر ایک مشرکہ نے غلاظت پھینک دی۔ قریش کے شریر لوگ اور لڑکے حضور ﷺ پر آوازیں کستے اور بدزبانی کرتے مگر آپ ﷺ ان سب سے درگزر فرماتے۔ طائف کے اوباشوں نے اپنے بڑوں کی تحریک پر آپ ﷺ کو پتھر مار مار کر لہولہان کر دیا مگر آپ ﷺ کے لب پر پھر

بھی یہی دعا رہی کہ اللہ ان کو ہدایت دے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ مدینے میں ایک یہودی عالم تھا۔ رسول خدا نے اس سے کچھ درہم قرض لے رکھے تھے۔ یہودی نے قرض کی ادائیگی کا تقاضا کیا۔ آپ ﷺ نے کہا کہ اس وقت تو میرے پاس کچھ نہیں کہ میں تیرا قرضہ چکا سکوں۔ یہودی نے کہا کہ میں آپ کو اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک میرا قرضہ ادا نہ کردیں۔ آپ ﷺ نے وہیں ظہر' عصر' مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کیں۔ آپ ﷺ کے چند ساتھی جو وہاں جمع ہوگئے تھے انہوں نے یہودی کو سمجھانے کی کوشش کی۔ جب حضور ﷺ کو پتہ چلا تو آپ ﷺ نے سختی سے منع کیا اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے منع کر رکھا ہے کہ میں عہد والے شخص پر یا کسی اور پر ظلم کروں۔ چنانچہ آپ ﷺ رات بھر وہیں بیٹھے رہے۔

صبح ہوئی تو یہودی نے کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہوگیا اور کہنے لگا کہ میں اپنا آدھا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں یا رسول اللہ! میں نے آپ ﷺ کے ساتھ اس لئے سختی کہ تاکہ یہ دیکھوں کہ تورات میں آپ ﷺ کی جو تعریف و توصیف بیان ہوئی ہے آپ ﷺ اس پر پورا اترتے ہیں یا نہیں اور وہ صفت یہ ہے کہ اللہ کا آخری رسول محمد بن عبداللہ ہے' وہ بدزبان ہے نہ سخت دل' بازاروں میں چلا چلا کر بولنے والا ہے اور نہ بے ہودہ گو۔ اب میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ یہ مال حاضر ہے۔ آپ ﷺ اسے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق خرچ کردیں۔

عفوودرگزر

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کسی کو برا بھلا نہیں کہتے تھے۔ برائی کے بدلے برائی نہ کرتے بلکہ درگزر سے کام لیتے۔ مکہ فتح ہونے کے بعد آپ نے تمام قصورواروں کو معاف فرمادیا۔ حالانکہ چاہتے تو ایک ایک ظلم کا بدلہ لے سکتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا آج تم پر کوئی ملامت نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔

یمامہ کے بنوحنیفہ کا رئیس ثمامہ اسلام کے بدترین دشمنوں میں سے تھا۔ ایک لڑائی میں وہ پکڑا گیا اور اسے ایک ستون سے باندھ دیا گیا۔ ثمامہ نے حضور ﷺ سے معافی مانگی۔ حضور ﷺ نے تین دن متواتر اس کی رحم کی اپیل سنی اور آخر حکم دیا کہ اس کی مشکیں کھول دو۔ وہ آزاد ہے۔ ثمامہ حضور ﷺ کے

اس غیر متوقع عفو سے اتنا متاثر ہوا کہ رہائی کے بعد غسل کر کے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

عیادت و تعزیت

رسول اکرم ﷺ کی عادت میں شامل تھا کہ کوئی شخص بیمار پڑتا تو اس کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے اور کوئی شخص فوت ہو جاتا تو اس کی نماز جنازہ میں شریک ہوتے اور پسماندگان سے تعزیت کرتے۔

رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن ثابتؓ کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے۔ انہیں عالم نزع میں دیکھ کر فرمایا: افسوس ابوالربیع! تمہارے معاملے میں ہم اب بے بس ہیں۔ یہ سن کر گھر کی عورتیں رونے لگیں۔ صحابہؓ نے انہیں رونے سے روکنا چاہا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب رونے دو۔ البتہ مرنے کے بعد نوحہ نہیں کرنا چاہئے۔ وفات کے بعد عبداللہ بن ثابتؓ کی بیٹی نے عرض کیا کہ میرے ابا شہادت کا درجہ حاصل کرنے کے خواہاں تھے اور انہوں نے اس نیت سے جہاد کا سامان بھی تیار کر لیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں اپنی نیت کا ثواب مل گیا۔

مہمان نوازی

قریش اور عربوں کی ایک خصوصیت مہمان نوازی تھی اور رسول اللہ ﷺ اس میں بھی سب سے افضل و ممتاز تھے۔

ایک بار ایک غفاری رسول اکرم ﷺ کا مہمان بن کر آیا۔ کاشانہ نبوت میں اس وقت صرف بکری کا دودھ تھا۔ اس کے سوا کوئی اور چیز کھانے یا کھلانے کے لئے نہیں تھی۔ رسول کریم ﷺ نے وہ دودھ مہمان کو پلا دیا۔ حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے اہل خانہ اس رات فاقے سے رہے۔ اس سے پچھلی رات بھی فاقے سے گزری تھی۔

کاتب وحی زیدؓ ابن ثابت سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں جب ہم دنیا کی باتیں کرتے تو آپ ﷺ بھی دنیا کی باتوں کا ذکر فرماتے۔ جب ہم آخرت کا ذکر کرتے تو آپ ﷺ بھی آخرت کی باتیں بیان کرتے۔ جب ہم کھانے کی باتیں کرتے تو آپ ﷺ بھی کھانے کا ذکر فرماتے۔

ملفوظات وارشادات

مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

ترتیب: سید شمشاد حسین شاہ

(10)------ فرمایا کہ ہم لوگ جنت سے نکالے ہوئے لوگ ہیں اور ہمارا اصل وطن جنت ہے۔ چند روز کے لئے یہاں دنیا میں وقت گزارنے اور امتحان کے دن پورے کرنے کے لئے آئے ہیں۔ دنیا میں زندہ رہنے کے لئے اور اس پیٹ کے جہنم کو بھرنے کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ کسی نے زراعت کا کام شروع کیا' کسی نے لوہاروں کا' کسی نے سوناروں کا' کوئی بڑھئی ہے اور کوئی جوتے بنانے والا۔ ان سب کاموں میں مہارت حاصل کرنے کے لئے بھی سیکھنے سکھانے کی ضرورت ہے مگر ان سب کو فنون کا نام دیا جاتا ہے' علوم کا نہیں۔ علم تو صرف وہی ہے جس کے ذریعہ ہم اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کریں' نبی ﷺ کے طریقے پر چلیں اور جنت کا راستہ معلوم کریں۔ اسی کو علم دین کہتے ہیں۔ شیطان مردود ہمارے بابا جان کی پیدائش کے وقت سے ہی ہمارا دشمن ہے اور جنت سے نکالے جانے میں بھی اس کا ہاتھ تھا۔ وہ دن اس کے لئے عید کا دن تھا اب شیطان کی پوری کوشش ہے کہ بنی آدم جنت میں نہ جاویں بلکہ اس کے ساتھ جہنم کا ایندھن بنیں۔ شیطان کے مقابلہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے مقبول بندوں اور انبیاء کرام کا سلسلہ شروع کیا جو اپنے اپنے وقتوں میں بنی نوع انسان کو سیدھے راستے کی دعوت دیتے رہے اور حضور ﷺ پر انبیاء کا یہ سلسلہ ختم ہوگیا۔ اسی لئے آپ ﷺ کو خاتم النبیین کہا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کا یہ کام علماء امت کے ذمہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اور حضور ﷺ کے وسیلہ سے علماء حق نے ہر دور میں دعوت وتبلیغ کے اس سلسلہ کو جاری رکھا اور بے بہا قربانیوں سے اس پاک شجر کی آبیاری کرتے رہے۔ ایک زمانہ تھا کہ مسلمان کے گھر پیدا ہونے والا ہر بچہ قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرتا تھا۔ حلال وحرام کے ضروری مسائل سیکھتا تھا اور اس کے بعد دنیاوی مشاغل میں مشغول ہوتا تھا۔ دنیاوی مشاغل کے ساتھ ساتھ اپنا تعلق علماء کے حلقہ سے مربوط رکھتا تھا۔ چنانچہ بادشاہوں اور امراء

کے گھرانوں سے بھی قال قال رسول اللہ ﷺ کی صدائیں سنائی دیتی تھیں۔ تاریخ اسلام اور تاریخ ہند میں آپ کو ایسے بادشاہ بھی ملیں گے جو خود بہت بڑے عالم تھے۔ سلطان محمود غزنوی' سلطان ناصرالدین محمود اور اورنگ زیب عالمگیر سے کون واقف نہیں۔ ان بادشاہوں میں یہ صفت تھی کہ خود عالم تھے اور علماء کے قدردان تھے۔ اپنے ہاتھ سے قرآن پاک کی کتابت کیا کرتے تھے۔ اپنا تعلق اپنے وقت کے شیوخ اور بزرگوں سے قائم رکھتے تھے۔ چنانچہ جب حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ کا انتقال ہوا اور نماز جنازہ کے لئے لوگ اکٹھے ہوئے' صفیں بنالی گئیں تو ایک بزرگ نے سب کو بیٹھنے کے لئے کہا اور فرمایا کہ حضرت شیخ نے اپنے انتقال سے قبل یہ وصیت لکھ کر دی تھی کہ جب میری نماز جنازہ کا وقت آئے تو لوگوں کے سامنے میری یہ شرائط بیان کرنا۔ جس شخص میں یہ خصوصیات موجود ہوں وہ میری نماز جنازہ پڑھائے:

شرائط

1......... ساری زندگی میں بغیر وضو کے آسمان کی طرف نہ دیکھا ہو۔ 2......... پوری زندگی میں کسی غیر محرم کو ہاتھ نہ لگایا ہو۔ 3......... کبھی تکبیر اولیٰ ترک نہ کی ہو۔ 4......... عصر کی چار سنتیں کبھی نہ چھوٹی ہوں۔ پانچویں شرط اس وقت ذہن سے نکل گئی ہے۔ شائد نماز تہجد کی شرط تھی۔ بہر حال جب یہ شرائط سنائی گئیں تو پورے مجمع پر سناٹے کی کیفیت طاری ہو گئی۔ دہلی کا شہر تھا علماء اور صلحاء کی کافی تعداد موجود تھی مگر امامت کے لئے کوئی بھی آگے نہیں بڑھ رہا تھا جب کافی دیر ہو گئی اور لوگوں کا اضطراب بڑھنے لگا بلکہ لوگوں کے ہجوم سے گریہ وزاری کی آوازیں آنے لگیں تو اس وقت کا بادشاہ سلطان شمس الدین التمش روتا ہوا آگے بڑھا اور یہ کہتے ہوئے امامت کرائی: "اے شیخ امروز تو مرا رسوا کردی"

اے شیخ آج آپ نے میرا یہ راز فاش کر کے مجھے لوگوں کے سامنے رسوا کر دیا ہے۔ تو یہ حال تھا اس وقت کے ماحول کا۔ دہلی کی شاہی مسجد جب مکمل ہوئی تو رمضان المبارک کی پہلی تراویح خود شاہجہان بادشاہ نے پڑھائی۔ اس دور میں اسلامی مدارس کے لئے جاگیریں وقف تھیں۔ علماء اور طلباء شان سے رہتے تھے۔ بادشاہی درباروں میں اور امراء کی مجالس میں علماء کا ایک خاص مقام تھا۔ عوام میں بھی بے پناہ قدر و منزلت سے علماء کو دیکھا جاتا تھا۔ بڑے گھرانوں اور شریف لوگوں میں خاندانی امور کو بھی علماء کے مشوروں سے نپٹایا جاتا تھا۔ تجارت اور لین دین کے مسائل علماء سے پوچھے جاتے تھے۔

(11)------ فرمایا ایک بار اورنگ زیب عالمگیرؒ قرآن پاک کی کتابت میں مصروف تھے۔ اس

وقت کے کوئی بڑے عالم آپ کو ملنے کے لئے تشریف لائے۔ چنانچہ ان کو اندر ہی بلالیا گیا۔ انہوں نے بادشاہ کو ایک آیت لکھتے ہوئے دیکھا تو ان کو متشابہ ہوا اور انہوں نے اپنے شبہ کا اظہار کیا۔ بادشاہ نے اسے قبول کیا۔ کچھ دیر بیٹھے رہے' باتیں ہوئیں اور رخصت ہو کر جانے لگے تو محل کے باہر والے دروازہ پر پہنچ کر واپس آگئے اور کہنے لگے کہ آپ نے جو آیت لکھی تھی وہی صحیح تھی خود مجھے مغالطہ ہو گیا تھا۔ بادشاہ سلامت مسکرائے اور فرمایا کہ آپ کے ادب کی وجہ سے میں نے آپ سے بحث نہیں کی اور آپ کی بات مان لی تھی۔ مگر آپ کے جانے کے فوراً بعد میں نے اس آیت کو ٹھیک کر کے لکھ لیا ہے۔ چنانچہ وہ آیت لکھی ہوئی ان کو دکھلائی۔ ان عالم نے بادشاہ کو بہت دعائیں دیں یہ تو تھا علماء کا ادب۔

اسی طرح ایک بار اورنگ زیب عالمگیرؒ ایک تالاب کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے ہمراہ اس وقت امراء سلطنت بھی موجود تھے۔ مختلف موضوعات پر بات ہو رہی تھی۔ علماء کا تذکرہ چلا تو کسی امیر نے کوئی ایسی بات کہہ دی جس سے علماء کی تضحیک ہوتی تھی۔ بادشاہ کو یہ بات ناگوار گزری۔ وہ اس کو کوئی مناسب جواب دینے ہی والے تھے کہ بادشاہ کی نظر ایک طالب علم پر پڑ گئی۔ آپ نے طالب علم کو اپنے پاس بلایا اور اپنے قریب بٹھالیا۔ پھر باتیں شروع ہو گئیں۔ کچھ دیر کے بعد بادشاہ نے سب وزراء اور امراء کو مخاطب ہو کر فرمایا بلکہ ایک سوال پوچھا کہ ہم جس تالاب کے کنارے بیٹھے ہیں بھلا اس میں کتنے پیالے پانی ہو گا۔

سب سے پہلے وزیر اعظم نے اپنا اندازہ بتلایا مثلاً دس ہزار پیالے۔ پھر دوسرے وزیر نے اپنا اندازہ بتلایا۔ کسی نے سات ہزار پیالے کہا' کسی نے پندرہ ہزار۔ آخر میں بادشاہ نے اس طالب علم سے پوچھا کہ بیٹا تمہارا کیا خیال ہے۔ طالب علم نے عرض کیا کہ بادشاہ سلامت! آپ یہ تو بتلائیں کہ پیالے کا حجم کتنا ہے یعنی پیالے کا ماپ کیا ہے۔ اگر پیالہ تالاب کے برابر حجم کا ہے تو تالاب میں صرف ایک پیالہ پانی ہے اور اگر پیالہ تالاب کے نصف حجم کا ہے تو دو پیالہ پانی ہے۔ بادشاہ سلامت طالب علم کے اس جواب سے بے حد خوش ہوئے اور سب امراء و وزراء کو مخاطب ہو کے فرمایا یہ تو ایک طالب علم کا حال ہے۔ اگر کسی عالم سے بات کرو تو اسی سے اندازہ لگالو کہ علم کیا چیز ہے اور علماء کی تضحیک کرتے وقت خود اپنے گریبان میں جھانک لینا چاہئے۔ یوں علماء کی توقیر کو قائم رکھا جاتا تھا۔

☆☆☆

چند یادیں! چند باتیں!

حبیب الرحمٰن لدھیانوی

13 صفر المظفر 1421ھ مطابق 18 مئی 2000ء جمعرات کی رات ناچیز حسب معمول عشاء کے وقت جامعہ علوم اسلامیہ سے تخصص فی الفقہ کے تعلیمی اوقات پورے کر کے حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی رہائش گاہ پر حاضر ہوا۔ عشاء کے بعد روزانہ چند احباب خدمت کے لئے حاضر ہوا کرتے تھے۔ میں نے بھی آپ کے سر پر تیل لگانا شروع کیا۔ آپ تھوڑے وقفہ سے دعائیں دیتے رہے۔ اس دوران فرمانے لگے کہ اللہ کی عجیب حکمت ہے کہ مجھ پر سخت فالج کا حملہ ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے کرم کا معاملہ فرماتے ہوئے کسی قسم کی معذوری نہیں چھوڑی۔ ورنہ اس بیماری سے اکثر لوگ معذور ہو جاتے ہیں۔ میں الحمد للہ اپنے تمام کام مکمل طور پر کر لیتا ہوں۔ اس مختصر سے وقت میں اور بھی باتیں کیں لیکن اس وقت کسے معلوم تھا کہ یہ آپ کی ہم لوگوں کے ساتھ آخری رات ہے۔ اس کے بعد خدمت کے لئے یہ سعادت کی گھڑیاں نصیب نہ ہوں گی۔

آپ فجر کی نماز اور دیگر معمولات کے بعد گھر تشریف لائے۔ دوا استعمال فرمائی اور آرام کے لئے لیٹ گئے۔ چند لمحوں کے بعد 13 صفر المظفر 1421ھ کا وہ سورج طلوع ہوا جس کی کرنیں پورے عالم کو رنج والم کا پیغام سنانے والی تھیں۔ کسے معلوم تھا کہ آج وہ سورج جو پورے عالم کو منور کرتا تھا اپنی تمامتر خوبیوں اور برکات کو سمیٹ کر پورے عالم کو تاریک کرنے والا ہے۔

واقعہ شہادت

حضرت اقدس لباجی شہیدؒ حسب معمول اشراق کے وقت بیدار ہوئے۔ نماز اشراق ادا کی اور مطالعہ میں مشغول ہو گئے۔ 9 بجے غسل کیا۔ کپڑے پہنے اور دفتر جانے کے لئے تیاری شروع کی۔ حضرت

اقدس ابا جی شہیدؒ نے سفید کپڑوں میں ملبوس ہو کر ایک ہاتھ میں دوپہر کے کھانے کا ٹفن لیا اور دوسرا ہاتھ اپنے فرزند حافظ محمد یحییٰ کے ہاتھ میں دیا اور دفتر جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ گاڑی پر سوار ہو کر چند فرلانگ پر واقع مارکیٹ میں پہنچے اور حسب معمول پھل خریدنے کی غرض سے ایک پھل فروش کے پاس رک گئے۔ اسی دوران موٹر سائیکل پر سوار دو دہشت گرد آئے۔ جنہوں حضرت اقدس ابا جی شہیدؒ کے ڈرائیور پر فائر کیا جس سے اس نے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ اس کے بعد ان ظالموں نے حضرت اقدسؒ پر فائر کیا۔ حافظ محمد یحییٰ نے اپنے ابا جی کو بچانے کی غرض سے ان کے اوپر لیٹ گئے تو ظالموں کے فائر کی گولیاں حافظ محمد یحییٰ کے جسم سے ہوتی ہوئیں حضرت اقدسؒ کے جا لگیں جس سے حضرت اقدسؒ جام شہادت نوش فرما کر سرخ رو ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

کم نصیب بجائے ابا جی حضور کے ساتھ دفتر جانے کے کچھ دیر قبل مدرسہ پہنچ گیا تھا۔ جسے 11 بجے اطلاع ملی کہ حضرت اقدسؒ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ یہ سننا تھا کہ پاؤں کے نیچے سے جیسے زمین نکل گئی۔ ایک سکتہ سا طاری ہو گیا جس سے یہ محسوس ہونے لگا کہ گویا نظام کائنات زیر و زبر ہو چکا ہے۔ عقیدت مندوں کے ہجوم سے بازار بھرے ہوئے تھے۔ حضرت کی شہادت کی اطلاع ملتے ہی لوگوں نے مسجد الفلاح کا رخ کیا اور دیکھتے دیکھتے سڑکیں لوگوں کے ہجوم سے اس طرح پر ہو چکی تھیں کہ ہر گلی ماتم کدہ بن گئی تھی۔ جن بازاروں میں خرید و فروخت کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں یکایک وہ سناٹے کا شکار ہو گئے۔ جو شخص جس کام میں تھا حضرت اقدسؒ کی شہادت کا سنتے ہی بے خود و بے دم سا ہو کر رہ گیا۔ گلیوں کو محبت و عقیدت کے آنسو بارش کی طرح سیراب کر رہے تھے۔ ہر چہرے پر رنج و غم کے آثار تھے اور یوں لگتا تھا کہ شاید اس سے زیادہ دکھی کوئی نہیں ہے۔ حضرت اقدسؒ کی اچانک شہادت کی خبر نے نہ صرف اہل کراچی کے قلوب کو بلکہ پوری دنیا کے قلوب کو ریزہ ریزہ کر دیا تھا۔ ہر خاص و عام کی آنکھیں بے ساختہ اشک بار تھیں۔ چہروں کے رنگ غم سے زرد ہو چکے تھے۔ ہر شخص حضرت اقدسؒ کے ساتھ اپنے تعلق اور نسبت کا اظہار کر کے پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔

الغرض حضرت اقدسؒ کی ذات ہم سب کو رنجیدہ و غمگین چھوڑ کر اپنے مالک حقیقی اور منزل مقصود پر پہنچ چکی تھی۔ بعض مرنے والے ایسے ہوتے ہیں جن کی مفارقت اور جدائی کا غم ان کے گھر والوں کو ہوتا ہے مگر بعض حضرات ایسے ہوتے ہیں جن کا غم ہر ایک انسان کو ہوتا ہے۔ یہ ان حضرات کے فیض

اور تعلق کی وجہ سے ہوتا ہے۔ حضرت اقدسؒ کا فیض اور تعلق پورے عالم کے انسانوں کے ساتھ تھا۔ ہر طبقے اور ہر شعبے کا آدمی ان سے مستفید ہو رہا تھا۔ لیکن اللہ رب العزت کا قانون ہے کہ دنیا میں محبت کے رشتہ کو برقرار نہیں رکھا جاتا۔ محبت کرنے والے کبھی اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ کبھی تو جدا ہو ہی جاتے ہیں۔ حضرت اقدسؒ کے متعلق ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بلاوے کے وہ گویا پہلے سے ہی منتظر بیٹھے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی یہی مشیت تھی۔

بعض شخصیتیں قافلہ ہستی کے لئے مینارہ نور ہوتی ہیں۔ ان کے وجود سے علم و دانش' زہد و تقویٰ یقین و معرفت کی بنیادیں استوار ہوتی ہیں اور ان کے دم قدم سے علوم نبوت کا وقار قائم رہتا ہے۔ ان کے جانے کے بعد ایسا خلا پیدا ہوتا ہے کہ مستقبل میں اس کے پر ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ حضرت اقدسؒ کا شمار ایسی ہی بابرکت و باسعادت اور جامع کمالات ہستیوں میں ہوتا تھا۔ وہ نہ صرف یہ کہ اپنے دور کے جید اور ممتاز عالم تھے بلکہ بڑے متین و فہیم' مدبر و حکیم تھے۔ وہ علم و دانش کا مجسمہ' خدا ترسی و للّٰہیت کا بہترین نمونہ تھے۔ ان کی شہادت عقل و دانش' حلم و وقار' تدبر و حکمت اور مکارم اخلاق کی شہادت ہے۔ ان کے وجود سے علم اور علماء کا وقار قائم تھا' خانقاہ کی عظمت باقی تھی' ارشاد و تلقین کی شمعیں روشن تھیں اور اصلاح و تربیت کی محفلیں آباد تھیں۔

حضرت اقدسؒ کی ذات وہ جامع صفات ہستی تھی کہ جس میں علم و عمل زہد و تقویٰ' مکارم اخلاق' حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی تمام جھلکیاں نمایاں نظر آتی تھیں۔ فرائض کی ادائیگی میں اس قدر پابندی کہ نماز کو تکبیر اولیٰ کے بغیر ادا کرنے کو معیوب سمجھتے تھے اور اکثر یہی تلقین فرماتے تھے کہ تکبیر اولیٰ اور پہلی صف کی پابندی ضرور کرنی چاہئے۔ اپنے متعلقین کو بیعت کرنے سے قبل یہی تلقین ہوتی تھی کہ پہلے چالیس دن تکبیر اولیٰ سے نماز ادا کر کے آؤ پھر بیعت کروں گا۔ حضرت اقدسؒ کی خود بھی یہی عادت تھی کہ اذان کے فوراً بعد مسجد میں مصلے پر تشریف فرما ہوتے اور نماز کے لئے اقامت ہونے تک قرآن مجید کی تلاوت فرماتے رہتے۔ گویا حضرت والا تکبیر اولیٰ کے انتظار میں خود جلدی مسجد میں تشریف لے آتے تھے۔

حضرت اقدسؒ سنت نبوی ﷺ پر سختی سے کاربند رہتے تھے۔ گویا حضرت والا کو سنت نبوی ﷺ سے عشق تھا اور ایسا عشق کہ سنت کے علاوہ کوئی عمل پسند ہی نہ تھا۔ سنت نبوی ﷺ کی تاثیر

اور مٹھاس حضرت اقدسؒ کی ذات کے ریشہ ریشہ میں رچ بس چکی تھی۔ حضرت اقدسؒ: " اطیعو اللّٰہ واطیعوالرسول ۔ " کا زندہ وجاوید مصداق تھے۔ حضرت اقدسؒ لباس وپوشاک ' اکل وشرب اور دیگر معمولات میں سنت نبوی ﷺ کو بہت اہمیت دیتے تھے۔ اگر کسی شخص کی شکل شریعت کے مطابق نہ ہوتی تو حضرت اقدسؒ کی طبیعت پر سخت ناگواری کے آثار نمایاں ہوتے تھے۔ عمر کے آخری حصے میں تو ایسی طبیعت اور مزاج ہوگیا تھا کہ خلاف سنت عمل کو دیکھ کر بے حد دل برداشتہ ہوجاتے تھے اور خلاف سنت عمل کے مرتکب کو ڈانٹ دیتے تھے۔ اس ناچیز کو کچھ عرصہ مسلسل رفاقت وصحبت نصیب ہوئی اور حضرت اقدسؒ کے اس مزاج کا بارہا تجربہ ہوا۔

ایک بار ایک مرید اپنے بیٹے کا نکاح پڑھوانے کے لئے حضرت اقدسؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نکاح نامہ میں حق مہر چند ہزار ڈالر تحریر تھے۔ حضرت اقدسؒ کی نظر اس تحریر پر پڑی **تو فوراً** چونک اٹھے اور فرمانے لگے بھئی! نکاح کسی اور سے جاکر پڑھوالو۔ میں تو مہر فاطمی کے مطابق ہی نکاح پڑھاتا ہوں۔ متعلقہ حضرات نے کچھ عذر ظاہر کرنے کی کوشش کی لیکن حضرت والا نے فرمایا کہ میں سوائے شرعی حق مہر کے اور کچھ نہیں جانتا۔ چنانچہ جب ان حضرات نے مہر فاطمی کے مطابق نکاح پر رضامندی ظاہر کی تو حضرت والا نے بڑی خوشی سے نکاح پڑھادیا۔ بعد میں دولہا اور متعلقین حضرات کو سینہ سے لگا کر خوب پیار کیا اور فرمایا کہ شاید میری بات آپ کو بری لگی ہوگی لیکن وہ حضرات بھی حضرت اقدسؒ کے اس عمل سے بہت خوش تھے۔

یہ حضرت اقدسؒ کی خصوصیات میں سے اہم خصوصیت تھی کہ جب بھی کوئی ناپسندیدہ عمل کسی کی طرف سے دیکھتے تھے تو فوراً اس پر روک ٹوک فرماتے مگر ڈانٹنے کے بعد ڈانٹ سے کہیں زیادہ پیار ومحبت کا معاملہ فرماتے جس سے ڈانٹ کھانے والے کو قلبی راحت وسکون نصیب ہوجاتا تھا۔

حضرت اقدسؒ تو داڑھی منڈے سے خندہ روئی نہ فرماتے تھے اور اگر کبھی قلبی توجہ فرمالیتے تو اس شخص کے چہرہ کو ایسی محبت بھری نظروں سے دیکھتے اور شفقت سے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرماتے کہ بھئی! اب داڑھی رکھ لو۔ اپنی شکل تو کم از کم سنت کے مطابق بنالو اور اکثر داڑھی منڈے کے چہرے پر ہلکی سی چپت بھی رسید کردیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اب تو اس کو نہیں منڈواؤ گے نا۔ یہ حضرت اقدسؒ کی کرامت تھی کہ جس داڑھی منڈے کے چہرے پر حضرت والا کا دست مبارک پھر جاتا

یا ہلکی سی چپت لگ جاتی وہ ضرور داڑھی رکھ لیتا۔ حضرت والا کے دست مبارک کی برکت سے سینکڑوں لوگوں نے داڑھیاں رکھ کر اپنی شکل کو شریعت کے مطابق بنالیا تھا۔ قمیض کے کالر پر اکثر ڈانٹتے اور فرماتے کہ اپنی شکل وصورت اور لباس تو کم از کم سنت نبوی ﷺ کے مطابق بنالو۔

حضرت اقدسؒ نے اپنی زندگی کے اکثر حصہ میں عمامہ پہنا ہے۔ فالج کا حملہ ہوا تھا تو عمامہ کا بوجھ نہ سہار سکنے کی وجہ سے یہ معمول ترک ہو گیا تھا اور فرماتے تھے کہ کمزوری کی وجہ سے عمامہ پہننا برداشت نہیں ہوتا ورنہ جی چاہتا ہے کہ ہمیشہ عمامہ پہنوں۔ یہ حضرت اقدسؒ کے سنت نبوی ﷺ سے عشق کا ثمرہ تھا کہ حضرت کی مسجد میں بوڑھوں کے علاوہ اکثر نوجوان نماز کے وقت عمامہ پہن کر مسجد میں آیا کرتے تھے۔ پوری مسجد میں ایسا لگتا تھا جیسے فرشتے نماز پڑھنے کے لئے جمع ہو چکے ہیں۔ یہ کیفیت عشرہ اعتکاف میں خصوصیت سے دوچند نظر آتی تھی۔

حضرت شہیدؒ کی علمی مشغولیت

یہ تو طے شدہ ہے کہ جب بھی کسی نے کوئی مقام حاصل کیا ہے' جب تک کسی نے اپنی تمامتر توجہات اور قوتیں اپنے مقصود پر صرف نہیں کردیں اس وقت تک اسے کوئی مقام حاصل نہیں ہوا۔ حضرت اقدسؒ کی فطرت میں خداوند کریم نے تحصیل علم کے لئے ہر طرح کی قربانی دینے کی خاصیت رکھی تھی۔ حضرت اقدسؒ نے علم کی خاطر بچپن ہی سے قربانیاں دینا شروع کردی تھیں۔ حضرت اقدسؒ نے 23 شوال 1420ھ کو مدرسہ زکریا الخیریہ متصل جامع مسجد فلاح میں درجہ تخصص کے افتتاحی درس کے دوران فرمایا تھا کہ وقت کے ساتھ ساتھ زمانہ اور اس کے حالات بھی بدلتے رہتے ہیں۔ ہمارے زمانہ میں چھٹیاں کم ہوتی تھیں اور پڑھائی زیادہ ہوتی تھی۔ مگر اب تعلیم کم اور چھٹیاں زیادہ ہو گئی ہیں۔ ابھی شوال کا مہینہ ختم ہو رہا ہے اور اب تک تمہاری پڑھائی شروع نہیں ہوئی۔ ایک سال میں تخصص کیسے کروگے؟۔ پھر مٹر گشت بھی کرنا ہوگا۔ پھر فرمایا کہ ہمارے زمانہ میں صرف تعلیم ہوا کرتی تھی اور کسی چیز کا خیال نہیں ہوا کرتا تھا۔ اب صرف تعلیم نہیں ہے باقی تمام چیزیں اور آرائشیں موجود ہیں۔ آج کل تو طالب علم کپڑے بھی بغیر استری کے نہیں پہنتے۔ ہمیں تو کپڑے دھونے کی فرصت نہیں ہوتی تھی۔ اب تو اچھے اچھے کھانے ملتے ہیں۔ ہمارے زمانہ میں ناشتہ کا پتہ بھی نہیں ہوتا تھا کہ کیسے کرتے ہیں؟۔ سوکھے ٹکڑے اور چنے کھا کر بھوک دور کیا کرتے تھے۔

اس پر حضرت اقدسؒ نے اپنا ایک قصہ سنایا کہ ایک بار میرا جوتا گم ہو گیا۔ میں اس وقت جامعہ خیر المدارس میں پڑھا کرتا تھا۔ میں نے پورے تین ماہ تک جوتا نہیں پہنا۔ درس گاہ سے مسجد اور مسجد سے درس گاہ چلا جاتا تھا۔ پھر فرمایا میں نے سراجی کا کوئی مستقل گھنٹہ نہیں پڑھا بلکہ جب کھانا لینے کے لئے باورچی خانہ جایا کرتا۔ اس وقت قطار میں کھڑے کھڑے حضرت مولانا فیض احمد صاحب ملتان والوں سے تکرار کر لیا کرتا تھا۔

حال ہی میں حضرت اقدسؒ جب دورہ افغانستان سے واپس تشریف لائے تو میں نے پوچھا کہ حضرت سفر کیسا رہا؟۔ فرمایا الحمد للہ بہت اچھا رہا لیکن مطالعہ کے لئے کتاب نہیں ملی۔ مجھے یہ بات سن کر بڑی حیرت ہوئی کہ ایک ہفتہ جہادی سفر کیا لیکن اس کے باوجود بھی مطالعہ کی حسرت باقی رہی ہے۔ حضرت اقدسؒ کے زمانہ طالب علمی کے ایک دوست نے تعزیتی جلسہ میں فرمایا کہ حضرت اقدسؒ کی زمانہ طالب علمی سے یہ عادت رہی ہے کہ ہر وقت کتاب بغل میں ہوتی تھی۔

حضرت شہیدؒ کے اخلاق وعادات

اللہ کریم نے حضرت اقدسؒ کو حسن ظاہر کے ساتھ ساتھ حسن باطن سے بھی مالا مال فرمایا تھا۔ حسن صورت کے ساتھ حسن سیرت کی دولت لازوال عنایت فرمائی تھی۔ جلال کے ساتھ ساتھ جمال بھی تھا۔ حضرت اقدسؒ کے حسن خلق کا یہ عالم تھا کہ دور سے بظاہر چہرہ مبارک پر ہمیشہ جلال کی کیفیت نظر آتی تھی۔ بڑے بڑے حضرات بھی بات کرتے ہوئے حجاب محسوس کرتے لیکن جب ایک بار ملاقات ہو جاتی تو ملاقات کرنے والے کا دل بے ساختہ حضرت کی طرف کھنچ جاتا تھا اور بار بار ملاقات کرنے کا مشتاق ہوتا تھا۔ موصوف کی عادت شریفہ یہ تھی کہ عام بات چیت ہو یا وعظ و نصیحت کی مجلس مسکراتے ہوئے بات فرمایا کرتے تھے۔ حضرت اقدسؒ کی بات میں اتنی تاثیر تھی کہ جب بھی کوئی آزردہ خاطر آپ کی مجلس میں آکر بیٹھتا جب تک وعظ و نصیحت کی مجلس میں رہتا تمام غم بھول جاتا۔ گویا آپ دکھی دلوں کا ملجا و ماویٰ تھے۔ لوگ اپنے دکھ مجمع عام میں اور تنہائی میں بھی پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے سنایا کرتے۔ حضرت اقدسؒ دست شفقت کی ایک ایسی مرہم رکھتے کہ ٹوٹے ہوئے دل کو جوڑ دیتے۔ ہر چھوٹے بڑے کی بات غور سے سنتے اور اس کے مرتبہ کے لحاظ سے اس کی حوصلہ افزائی فرماتے۔ کبھی کسی کی دل شکنی نہ فرماتے۔ اگر غیر ارادی طور پر کسی کی دل شکنی ہو بھی جاتی تو اس کا تدارک کسی نہ کسی صورت میں ضرور فرماتے۔ ایک

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ

آج بھی یوسفؒ کی مرقد سے یہ آتی ہے صدا
مسلک ختم نبوت کی حفاظت کر سدا
یہ عقیدہ خشت اول دین کی بنیاد کا
تو حدیث لا نبی بعدی کے پرچم کو اٹھا
گر تجھے تکلیف پہنچے تو نہ اس پر ہو خفا
اس جہاں میں اللہ والوں کا یہی شیوہ رہا
کھول کر آنکھیں ذرا دیکھ مری تصنیف کو
علم کے خوشبو بھرے پھولوں کا باغ دلکشا
عمر بھر ختم نبوت کا تو میں خادم رہا
جان بھی دیکر نہ پورا حق ادا مجھ سے ہوا
مجھ کو تھی محبوب سب سے عزت خیر البشرؐ
میں نے اپنی جان کو اس پر نچھاور کردیا
خون دے کر میں نے روشن کردیا ہے اک چراغ
ڈھونڈ لو اس روشنی سے اپنی منزل کا سراغ

مولانا محمد یوسف مانسہروی

خطیب ختم نبوت حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ

حیات وخدمات کی ایک جھلک

تحریر: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ تحریک آزادی کے نامور مجاہد' شعلہ بیان مقرر اور خوش الحان خطیب تھے۔ زندگی کے قیمتی سال جیلوں میں گزارے لیکن انگریز اور اس کی معنوی اولاد (قادیانیت) کے بارہ میں کبھی نرم گوشہ نہیں رکھا۔ اپنی تبلیغی و تحریکی زندگی کا آغاز مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے کیا۔ راہنمایانہ صلاحیتوں کے باوجود رضاکارانہ زندگی گزاری۔ مولانا میانویؒ ضلع سرگودھا کے قصبہ میانی میں مولانا فضل دینؒ جو ایک متقی' نیک اور خداترس انسان تھے کے گھر جنم لیا۔ مولانا فضل دینؒ پوسٹ ماسٹر سے تحصیلدار بنے لیکن دیندارانہ ذہن کی وجہ سے اس عہدہ کو چھوڑ کر محکمہ تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے اور مڈل اسکول میانی میں معلم مقرر ہوئے لیکن دینی کاموں میں مصروفیات کی وجہ سے ملازمت چھوڑ دی اور "سدالمبوہ" نزد جھاوریاں ضلع سرگودھا میں جامع مسجد کے خطیب اور دینی معلم مقرر ہوگئے۔ مولانا میانویؒ نے پرائمری تک تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے ملاقات

1927ء میں شاہ جیؒ جہلم کے ایک ہائی سکول میں تشریف لائے اور آپ نے خطاب کیا۔ شاہ جیؒ کی تقریر سے متاثر ہوکر انگریز دوستی دشمنی میں بدل گئی۔ مولانا مرحوم طبعاً سرمایہ دارانہ نظام سے متنفر تھے۔ انگریزی تعلیم کو خیرباد کہہ کر میانی میں ایک فاضل اجل عالم دین مفتی غلام مرتضیٰؒ جو آپ کے والد مرحوم کے دوست تھے کے ہاں دینی تعلیم شروع کی اور پانچ سال میں کتابیں پڑھ لیں جو عام طلبہ دس سال میں پڑھتے ہیں۔ مفتی صاحب کے علاوہ مولانا عبدالحمید کھیالویؒ' مولانا سلطان محمود کھیالوی (جو عرصہ دراز تک جامع مسجد فتح پوری دہلی میں مدرس رہے) جو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی طرز پر قرآن

پاک اور احادیث نبوی پڑھایا کرتے تھے سے قرآن وحدیث کی تعلیم حاصل کی۔ بھیرہ کے دینی مدرسہ میں مولانا محمد قاسم بالاکوٹیؒ سے ادب اور احادیث کی کتابیں پڑھیں۔ تعلیم سے فراغت کے بعد حزب الانصار بھیرہ میں مولانا ظہور احمد بگویؒ اور حضرت امیر شریعتؒ کی مشاورت سے 1939ء تک تبلیغ دین میں مصروف رہے۔ چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کا پہلا خلیفہ حکیم نورالدین بھیرہ کا تھا اور کئی ایک زمیندار شیعہ مسلک سے تعلق رکھتے تھے تو حزب الانصار کا مقصد تردید رفض وقادیانیت تھا چونکہ سکول کے زمانہ سے حضرت امیر شریعتؒ سے متاثر تھے۔

مجلس احرار اسلام میں شمولیت

1939ء میں باقاعدہ مجلس احرار اسلام کے شعبہ تبلیغ سے منسلک ہوگئے اور پورے ہندوستان کے چپہ چپہ پر انگریز اور اس کی ذریت خبیثہ کے خلاف تقاریر کیں۔ قریہ قریہ بستی بستی گھومے اور مسئلہ ختم نبوت کے لئے ہمہ تن گوش متوجہ ہو کر خطابت کے جواہر پارے بکھیرے۔ یوں احرار میں تو 1931ء میں جب احرار نے کشمیریوں کے حق خود ارادیت کے حق میں تحریک چلائی متاثر تھے گرفتار ہوئے۔ جیل میں گئے۔ رہائی کے بعد پنجاب بھر میں احرار کی شاخیں قائم ہونے لگیں تو آپ نے حزب الانصار بھیرہ کے حلقہ میں مجلس احرار اسلام کی شاخ قائم کی۔ یوں 1931ء میں احرار سے وابستہ ہوگئے۔

قید وبند کی صعوبتیں

دوسری جنگ عظیم میں برطانوی سامراج کے خلاف لب کشائی اپنے آپ کو آگ وشعلوں کے سپرد کرنے کے مترادف تھا۔ ایک طرف تمام یورپی اقوام میدان کارزار میں تھیں اور دوسری طرف ہٹلر کی فوجیں سرزمین فرانس کو روندتی ہوئی اکیلے کھڑی برطانیہ کو تباہی کی نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔ ان حالات میں مجلس احرار اسلام نے 11 ستمبر 1939ء کو انگریز کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ چنانچہ مجلس احرار کی ورکنگ کمیٹی کے تمام ممبران گرفتار کر لئے گئے جن میں مولانا عبدالرحمن میانویؒ بھی تھے۔ انہیں ایک تقریر کی بنا پر ساڑھے تین سال سزا کا حکم ہوا۔ رہا ہو کر آئے تو مجلس احرار پنجاب کے صدر منتخب کر لئے گئے اور ایسے ہی کئی سال تک ناظم اعلیٰ بھی رہے۔ دوسری مرتبہ جالندھر کی ایک خصوصی تقریر کی بنا پر گرفتاری ہوئی۔

مجلس تحفظ ختم نبوت

قیام پاکستان تک مجلس احرار کے پلیٹ فارم سے انگریز اور اس کی معنوی اولاد کو للکارتے رہے۔ پاکستان بننے کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستہ ہوگئے اور ساری زندگی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ' ناموس صحابہؓ اور عظمت قرآن' حجیت حدیث جیسے اہم موضوعات پر خطاب فرماتے رہے۔ آپ اپنے بزرگوں کے محبوب خطیب تھے۔ حضرت امیر شریعتؒ' قاضی احسان احمد صاحبؒ' مولانا محمد علی جالندھریؒ' مولانا لال حسین اخترؒ' فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ' مولانا محمد شریف جالندھریؒ' مولانا تاج محمودؒ جیسی نابغہ روزگار شخصیات کی سرپرستی اور معیت میں بھرپور زندگی گزاری۔ عرصہ دراز تک جامع مسجد چیچہ وطنی میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ مولانا جماعت کے مخلص اور وفادار ساتھیوں اور مبلغین میں سے تھے۔ قدرت نے انہیں زبان وبیان سے نوازا تھا۔ قرآن پاک خوب طرز کے ساتھ پڑھتے۔ اگر طبیعت آمادہ ہوتی تو گھنٹوں تقریر کرتے۔ ہاتھ میں چھڑی' سر پر ٹوپی' آنکھوں پر چشمہ اور جسم پر شیروانی پہنتے تو خوب لگتے اور ان چیزوں میں سے کوئی ایک چیز بھی کم ہو تو بہت بڑی کمی محسوس کرتے۔ بندہ 1977ء میں دورہ حدیث سے فراغت کے بعد مجلس سے وابستہ ہوا تو مرحوم ان دنوں علالت کی زندگی گزار رہے تھے۔ تاہم ابھی خطیبانہ وجاہت برقرار تھی۔ زیادہ استفادہ کا اگرچہ موقع نہ ملا تاہم قریب سے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔

حضرت رائے پوریؒ سے تعلق

چنیوٹ کی کسی کانفرنس میں مولانا تاج محمودؒ نے واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ حضرت رائے پوریؒ مری میں قیام فرما تھے۔ مولانا میانویؒ بھی حاضر باش تھے۔ کسی نے چھیڑ دیا تو انگریز کے ٹاؤٹوں اور ایجنٹوں پر خوب برسے اور فرمانے لگے کہ یہ انگریز کے بوٹ پالش کرنے والے' اس کے گھوڑوں کو خرخرہ کرنے والے' انگریز کی ٹوہ چاٹنے والے' جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے خوب لتے لیتے۔ کسی نے کہا مولانا ہم حضرت رائے پوریؒ سے اللہ اللہ سیکھنے کے لئے آئے ہیں۔ یہ الفاظ سننے کے لئے نہیں آئے تو بگڑ گئے۔ دسترخوان لگا تو آپ نظر نہ آئے۔ حضرت رائے پوریؒ نے پوچھا تو معلوم ہوا کہ ناراض ہیں وجہ معلوم ہونے پر حضرت اقدس رائے پوریؒ نے کھانا چھوڑ دیا اور دوسرے وقت بھی شرکت نہ فرمائی۔ اس ساتھی کو

قادیانی معجزات

تحریر: پروفیسر منور احمد ملک (سابق قادیانی)

قادیانی جماعت میں معجزات کا بہت تذکرہ ہوتا ہے۔ بات بات پر قادیانی جماعت کے حق میں معجزات کے ظہور کا تذکرہ ہو جاتا ہے۔ فلاں آدمی کو نوکری مل گئی۔ دیکھو یہ قادیانی جماعت کی سچائی کی نشانی ہے۔ فلاں آدمی کی لاٹری نکل آئی۔ قادیانی جماعت کا معجزہ ملاحظہ ہو؟۔ فلاں آدمی قتل ہو گیا' فلاں حادثے میں مر گیا' یہ ہے قادیانی جماعت کا معجزہ!!!

بندہ نے کیونکہ قادیانی جماعت میں 40 سال سے زائد عرصہ گزارا ہے اور ایک کٹر قادیانی فیملی میں آنکھ کھولنے کی وجہ سے میری گھٹی میں قادیانیت کی تعلیم و معجزات کا رس گھول کر مجھے لبالب پلایا جاتا رہا ہے۔ بچپن سے ہی قادیانی مربیوں کی زبانی قادیانیت کے معجزات کا تذکرہ سنتے آرہے تھے۔ اب جبکہ قادیانیت کا سارا اندرونہ دیکھنے کے بعد بقائمی ہوش و حواس قادیانیت کو چھوڑ کر اسلام قبول کر چکا ہوں تو ضروری سمجھتا ہوں کہ کچھ ان "معجزات" پر بات کر لی جائے کیونکہ ایک غیر قادیانی باہر سے ان معجزات کو صحیح طور پر سمجھ نہیں سکتا اور ایک قادیانی ان معجزات کی صحت پر شک نہیں کر سکتا ورنہ اس کا جینا حرام کر دیا جائے گا۔

قادیانیوں سے اگر پوچھیں کہ قادیانیت کے معجزات کیا ہیں تو ان میں لیکھرام کا قتل' ذوالفقار علی بھٹو کی پھانسی' ضیاء الحق کا سانحہ شہادت اور ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے نوبل انعام کی بات کریں گے۔ ان کے علاوہ چند افراد کے طاعون کا ذکر بھی کریں گے۔ آیئے ان پر تفصیل سے بات کرتے ہیں:

لیکھرام کا قتل

پنڈت لیکھرام آریوں کا ایک پنڈت تھا۔ اس نے مرزا غلام احمد قادیانی کو سامنے رکھتے ہوئے

اسلام کے خلاف بہت کچھ کہا۔ مرزا غلام احمد قادیانی پہلے کیونکہ اسلام کے دفاع کے نعرہ کے ساتھ میدان میں آیا تھا۔ لہٰذا اس سے مقابلہ کرنے والے اسلام کے خلاف بدزبانی کرتے تھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اسے بدزبانی سے روکا' مگر ندارد۔ آخر اس کی ہلاکت کی پیشگوئی کی اور باقاعدہ ایک عرصہ مقرر کیا اور عید سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد اس کی ہلاکت کی پیشگوئی کی۔ واضح رہے کہ میری معلومات قادیانی جماعت کے نقطہ نظر سے ہے۔ دوسری طرف سے فی الحال میں کچھ نہیں جانتا۔

قادیانی جماعت کی کتابوں میں ذکر ہے بلکہ خود مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اس کا اظہار کیا ہے کہ جب اس کی ہلاکت کی پیشگوئی کے چھ سال گزر گئے اور چند دن باقی رہ گئے تو سخت پریشانی پیدا ہوئی۔ مرزا غلام احمد قادیانی آخری دن بے چینی سے انتظار کررہے تھے کہ کب لیکھرام کے قتل کی خبر آتی ہے۔ آخر اس کی خبر آگئی کہ لیکھرام قتل ہوگیا ہے اور قاتل تلاش کے باوجود نہیں مل سکا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے کیونکہ اس کے قتل کے بارے میں پہلے سے اشتہار دے رکھا تھا لہٰذا ان پر قتل کا مقدمہ بنا مگر باوجود وہ بچ گئے۔

قادیانی لٹریچر میں موجود ہے کہ ایک خونخوار قسم کا آدمی لیکھرام کے پاس مرید کے طور پر آیا اور تین دن تک اس کے ساتھ ساتھ رہا۔ آخر ایک دن موقع پاکر قتل کرکے بھاگ گیا۔ قادیانی جماعت کہتی ہے وہ ایک فرشتہ تھا جسے خدا نے بھیجا تھا۔ اس کا نہ ملنا ہی قادیانیت کے معجزے کی دلیل ہے۔

اس واقعہ پر تھوڑا سا غور کرنے سے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ اس کے قتل کا انتظار کرنے والا اور بے چینی سے انتظار کرنے والا ہی اس خونخوار قسم کے شخص کو بھیجنے والا تھا۔ کسی اور شک سے پہلے عرض کروں کہ اس دور میں ایسے معجزات کی بہتات ہے۔ ایک سال میں کئی درجن معجزے صرف پاکستان میں ہورہے ہیں۔ بہت سی شخصیات ان معجزوں کی وقوع پذیری کے لئے سخت سخت قسم کے انتظار میں مبتلا رہتی ہیں۔ آئے دن کے دھماکوں اور بوری بند قتل اور دن دیہاڑے قتل بہت سی شخصیات کے لئے معجزات ہوتے ہیں۔ وہ شخصیات نہ صرف انتظار کرتی ہیں بلکہ پوری طرح "دوا" بھی کرتی ہیں۔ اگر لیکھرام کے قتل سے کسی کی سچائی ظاہر ہوتی ہے اور ایک آدمی کے لئے نبوت تک کی سچائی اس قتل سے ثابت ہوتی ہے تو اس طرح تو یورپ میں اور بہت سے ایسے نبی (نعوذباللہ) بیٹھے ہوئے ہیں۔ جن کے لئے پاکستان میں ہر روز ایک معجزہ ہورہا ہے۔ معجزہ کے لئے کیا یہی ایک بڑی نشانی ہے نا۔ کہ قاتل پکڑا نہیں جاتا۔ تو یہ اعلیٰ شان کے

معجزے تو اب روز مرہ کا معمول بن چکے ہیں۔ صرف ان شخصیات کو ان معجزات کا اوراک نہیں ورنہ وہ فوراً ان کو ''کیش'' کروالیتیں۔

شہزادہ عبداللطیف قادیانی

اگر کوئی قادیانی جماعت کو چھوڑ جائے اور اس کا کوئی نقصان ہو جائے تو قادیانی جماعت میں بر ملا تذکرہ ہوتا ہے کہ دیکھو فلاں شخص نے قادیانی جماعت چھوڑی تو اسے یہ نقصان ہو گیا۔ اسے فلاں مالی یا جانی نقصان ہوا اور اگر کوئی نیا قادیانی ہو اور اس کے تمام رشتے دار اس سے ناراض ہو جائیں۔ اس کے مکان کو تباہ کر دیں۔ اس کے والدین اسے جائیداد سے عاق کر دیں۔ اس سے سب کچھ چھین کر گھر سے نکال دیں تو اسے قادیانی جماعت میں کہا جاتا ہے کہ یہ آزمائش ہے۔ ابتلا ہے۔ ایسی قربانیاں تو دینی ہی پڑتی ہیں اور اگر کوئی قادیانی جماعت چھوڑنے کے بعد فوت ہو جائے تو یہ قادیانیت کے سنہری معجزات میں سے ہوگا۔ مگر اتفاق کی بات ہے کہ ابھی تک ایسے معجزات قادیانی جماعت کے پاس جمع نہیں ہوئے۔ شاید خدا تعالیٰ قادیانیت کو چھوڑنے والوں کو خاص دیر تک زندہ رکھتا ہے تاکہ ان کی موت پر قادیانی اپنا ''مذہب'' نہ چمکا سکیں۔

عبداللطیف قادیانی افغانستان کے بادشاہ کے قریبی افراد میں سے تھا۔ وہ ہندوستان آیا تو مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں سنا۔ قادیان چلا گیا اور مرزا غلام احمد قادیانی کی بیعت کر کے قادیانی ہو گیا۔ وہ جب واپس افغانستان گیا تو ان کے حلقہ احباب میں پتہ چل گیا کہ یہ قادیانی ہو گیا ہے۔ یہ بات بادشاہ تک پہنچی۔ اس نے مفتی کے پاس کیس بھیجا تو انہوں نے واجب القتل (سنگسار) قرار دے دیا۔ سب احباب نے ان کو قادیانیت چھوڑنے کے لئے کہا مگر وہ نہ مانا۔ چنانچہ اس سزا پر عمل کرتے ہوئے اسے کھلے میدان میں کمر تک زمین میں گاڑا گیا اور پھر چاروں طرف سے پتھروں کی بارش شروع ہو گئی اور آخر پتھر مار مار کر سنگسار کر دیا گیا۔ قادیانی لٹریچر سے ہی پتہ چلتا ہے کہ پتھروں کا اتنا بڑا ڈھیر لگ گیا کہ عبداللطیف قادیانی نظر نہ آتا تھا۔ پھر پہرہ لگ گیا کہ کوئی اس کی لاش نہ لے جاسکے۔ چند دن بعد رات کے اندھیرے میں کسی مرید نے اس کی لاش نکال کر کسی نامعلوم جگہ پر دفن کی مگر بعد میں وہاں سے کسی نے نکال کر غائب کر دی۔

اب ذرا غور کرنے والی بات ہے کہ ایک آدمی جو پہلے باعزت زندگی گزار رہا تھا۔ صوم وصلوٰۃ کا پابند، نیک، متقی، پرہیزگار شخص تھا (یہ اوصاف خود قادیانی بتاتے ہیں) جب وہ قادیانیت قبول کرتا ہے تو

اسے سر عام پتھر مار مار کر سنگسار کر دیا جاتا ہے نہ اس کا جنازہ پڑھا جاتا ہے اور وہ بے گور و کفن پڑا ہے۔ کیا یہ قادیانیت قبول کرنے پر خدا کی طرف سے سخت ترین سزا نہیں تھی؟ اگر ایک آدمی قادیانیت کو چھوڑ کر اس انجام کو پہنچتا پھر کیا یہ سزا ہوتی؟ مگر قادیانی اسے ''شہید'' کا لقب دے کر فخر سے بتاتے ہیں۔

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے...... جو چاہے آپ کا حسن معجزہ ساز کرے۔

کہتے ہیں مرزا غلام احمد قادیانی نے افغانستان کی سرزمین کے لئے بددعا کی اور حکمرانوں کے لئے بہت کچھ کہا۔ کیا عبداللطیف قادیانی کی موت یا مرزا غلام احمد قادیانی کی دعائیں یا بددعائیں رنگ لائیں؟۔ کیا افغانستان میں قادیانیت تیزی سے پھیلی اور وہاں قادیانیت تناور درخت کی طرح موجود ہے؟۔ بلکہ اس کے بالکل الٹ ہے۔ عبداللطیف قادیانی کے اس افسوسناک انجام کا تذکرہ اس لئے کر دیا گیا ہے کہ کیونکہ آگے اسی قسم کے ''معجزات'' کا ذکر ہوگا یہ ان کے لئے تریاق کا کام دے گا۔

ذوالفقار علی بھٹو

1970ء کے عام الیکشن میں قادیانی جماعت نے کھل کر پیپلز پارٹی کی حمایت کی۔ قادیانی نوجوان پیپلز پارٹی کے کارکنوں سے بھی زیادہ سرگرمی سے الیکشن میں مصروف رہے۔ پیپلز پارٹی کو کامیابی ملی۔ ذوالفقار علی بھٹو صدر و وزیراعظم بن گئے۔ 1974ء میں (سابقہ ربوہ) چناب نگر کے ریلوے اسٹیشن پر نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء کے ساتھ ایک جھگڑے پر چلنے والی تحریک تحریک ختم نبوت کے طور پر سامنے آئی اور معاملہ تحقیقات تک پہنچا۔ اس وقت کی قومی اسمبلی سے متفقہ مطالبہ کیا گیا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ ذوالفقا علی بھٹو قادیانیوں کو اپنا محسن سمجھتے تھے۔ لہذا وہ ان کے خلاف کچھ نہ کرنا چاہتے تھے۔ معاملہ قومی اسمبلی میں زیر بحث آیا تو قومی اسمبلی میں قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر کو طلب کیا گیا۔ 11 دن تک ان سے قادیانی جماعت کے بارے میں پوچھا جاتا رہا۔ قادیانی جماعت نے تفصیل سے اپنا موقف بیان کیا۔ مگر انداز بیان ایسا تھا کہ تمام ممبران کو اپنا مخالف کر لیا۔ قومی اسمبلی کی کارروائی پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا ناصر نے اپنے انداز بیان سے ممبران کو قائل کرنے کی بجائے ان کو خلاف کر کے انہیں مجبور کر دیا کہ وہ خلاف فیصلہ دیں۔ چنانچہ قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا تو ذوالفقار علی بھٹو اس فیصلہ کو ماننے کے پابند تھے لہذا یہ فیصلہ ہو گیا۔

اب ظاہر ہے کہ ذوالفقا علی بھٹو کا براہ راست اس فیصلہ میں عمل نہ تھا بلکہ اس فیصلہ تک لانے

میں اہم کردار مولانا مفتی محمودؒ' مولانا غلام غوث ہزارویؒ' مولانا شاہ احمد نورانی اور دیگر علماء اسلام نے ادا کیا۔ قادیانیوں کو جانی ومالی نقصان ہوا تو وہ بھی علماء اسلام نے مسلمانوں میں غیرت ایمانی کو اجاگر کیا تو ردعمل کے طور پر یہ نقصان سامنے آیا۔ جب ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا اور انہیں پابند سلاسل کردیا گیا تو 1977ء کے جلسہ سالانہ (ربوہ) چناب نگر پر قادیانی شاعر ثاقب زیروی نے "انجام" کے عنوان سے ایک نظم لکھی جس میں فرعون اور ہامان کے انجام کا تذکرہ کر کے ذوالفقار علی بھٹو کو بھی اسی لائن پر کھڑا کیا گیا۔ جب ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی کی سزادی گئی تو قادیانیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کا الہام دریافت کرلیا کہ لکھا ہے: "کلب یموت علیٰ کلب" کہ ایک کتا ہے وہ کتے کی موت مرے گا۔ یعنی کتے کے جتنے اعداد بنتے ہیں اس کے مطابق تفصیل یہ بنائی گئی کہ ذوالفقار علی بھٹو کے بارے میں یہ پیشگوئی ہے کہ اس کی عمر 52 سال ہوگئی ہے اور اعداد کا مجموعہ بھی 52 بنتا ہے۔ لہٰذا اب یہ نہیں بچے گا۔ (حالانکہ لاہوری گروپ کے نزدیک اس لفظ کتے کا مصداق مرزا محمود تھا کہ وہ خلافت کے باون سال میں مرگیا۔)

اب سوچنے والی بات یہ ہے کہ جنہوں نے قادیانیوں کو کافر قرار دلوایا وہ تو بچ گئے اور جس کی نہ نیت تھی اور نہ ہی براہ راست کردار ادا کیا تھا وہ پھنس گیا۔ کیا نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کو اصل مجرم نظر نہیں آئے اور یہ اوپر تھا اسے رگڑ دیا گیا۔ پھر اگر اس طرح کا انجام (پھانسی) ذلت ناک ہے اور یہ کوئی معجزہ رکھتا ہے تو ایک بار عبداللطیف قادیانی کے انجام کو پڑھیں وہ بھی تو کسی جماعت کے لئے معجزہ بن گئے ہوں گے؟۔

مزید سوچنے والی بات یہ ہے کہ اگر خدا نے قادیانیوں کے حق میں فیصلہ دیتے ہوئے مجرم کو سزا دی تو جو جرم اس نے کیا تھا اور جس کی وجہ سے قادیانیوں کو تکلیف ہوئی وہ بھی تو ختم کرتا۔ قانون ختم ہوجاتا' اسمبلی کے ارکان معافی مانگتے' جنہوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا وہ سزا پاتے اور قادیانی ایک بار پھر پہلے سے بہتر شان سے فیلڈ میں آجاتے مگر ایسا نہیں ہوا۔ لہٰذا بھٹو کی موت کو کسی اور کے لئے ہی رہنے دیں۔ قادیانیوں کو اسے اپنی طرف کھینچ کر کیش نہیں کروانا چاہئے۔

پھر خدا کی طرف سے کیسی سزا ہے کہ پاکستان کے 4/3 کروڑ عوام اسے شہید سمجھتے ہیں۔ اس کے لئے قرآن خوانی کرتے ہیں۔ اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ اتنے دل تو مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے نہیں دھڑکتے جتنے بھٹو کے لئے دھڑکتے ہیں۔ حالانکہ یہ عام قسم کا ایک سیاسی لیڈر تھا کوئی مذہبی یا روحانی شخص نہ تھا۔

جنرل ضیاء الحق

1974ء کے بعد قادیانیوں کا معاشرے میں جینا دوبھر ہو گیا۔ قادیانی چوری چھپے نوکری کرتے۔ اس خوف میں مبتلا رہتے کہ کسی کو پتہ نہ چل جائے کہ میں قادیانی ہوں۔ سفر کے دوران' کھیل کے دوران' تعلیم کے دوران اور شاپنگ کے دوران قادیانی بے حد محتاط رہنے لگے۔ کسی پر ظاہر نہ ہونے دیتے کہ میں قادیانی ہوں۔ بھٹو کی وفات کے بعد قادیانی ایک بار پھر شیر ہو گئے مگر ابھی پوری طرح شیر نہیں ہوئے تھے کہ ضیاء الحق نے قادیانیوں کے خلاف "کھگھوڑا" دے مارا۔ 1983 سے قادیانیوں کے خلاف ایک بار پھر تحریک زور پکڑنے لگی اور اب قادیانیوں پر مزید پابندیاں لگانے کا مطالبہ کیا جانے لگا۔ چنانچہ اپریل 1984ء میں جنرل ضیاء الحق نے ایک آرڈیننس کے ذریعہ قادیانیوں کو مسلمانوں کی طرز پر اذان دینے سے روک دیا۔ اپنی عبادت گاہ کو "مسجد" کہنے' اپنے آپ کو مسلمان کہنے یا ظاہر کرنے پر بھی پابندی لگادی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے جانشینوں کے لئے "امیر المومنین" کے الفاظ مرزا غلام احمد قادیانی کی بیگمات کے لئے "ام المومنین" اور مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھیوں کے لئے "صحابی" جیسے الفاظ استعمال کرنے سے روک دیا گیا۔

اب قادیانی بالکل زمین پر لگ گئے۔ مرزا طاہر قادیانی سربراہ مئی 1984ء میں انگلینڈ چلا گیا وہاں سے خطبات کے ذریعہ قادیانیوں کے حوصلے بلند کرنے کی کوشش کرنے لگا اور ساتھ ساتھ نئے الہامات اور اشارات کا تذکرہ ملتا رہا اور قادیانی جماعت کو جھوٹا دیا جاتا رہا کہ ابھی جماعت کے حق میں یہ معجزہ ہو گا اور ابھی یہ ہو گا وغیرہ وغیرہ۔ 1987ء کے شروع میں علماء اسلام کو پکارتے ہوئے مباہلہ کر دیا مگر کئی مہینے اور سال گزرنے کے باوجود کسی عالم کو کچھ نہ ہوا۔ 1988ء اگست کے مہینہ میں جنرل ضیاء الحق ایک حادثے میں شہید ہو گئے۔ قادیانی جماعت کی طرف سے سخت قسم کی خوشی کا اظہار کیا گیا۔ نعرہ تکبیر بلند ہوئے کہ مباہلہ ہو گیا اور جنرل ضیاء الحق انجام کو پہنچا اسے بہت بڑا معجزہ قرار دیا گیا۔

اب ذرا اس بات پر غور کیا جائے کہ ضیاء الحق اگر قادیانیوں کے خلاف کچھ کرنے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی پکڑ کے نیچے آئے تو باقی 31 افراد کا کیا قصور تھا؟۔ مرزا طاہر قادیانی نے اس بارے میں موقف اختیار کیا کہ فرعون کے ساتھ بھی کئی ہلاک ہوئے۔ حالانکہ یہ 31 افراد ضیاء الحق کے ساتھی نہ تھے چند ایک کے علاوہ باقی اپنی اپنی ڈیوٹی ادا کر رہے تھے کوئی پائلٹ تھا تو کوئی ٹیکنیشن' یہ سب افراد ضیاء الحق کے

ساتھ مل کر قادیانیوں پر حملہ آور نہیں ہوئے تھے جس طرح فرعون کے ساتھی اس کے ساتھ مل کر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر حملہ آور ہوئے تھے۔

کیا خدا تعالیٰ اس بات پر قادر نہ تھا کہ وہ اسے علیحدہ ہلاک کرتا؟۔ پھر جنرل ضیاء الحق کی گرفت کے بعد وہ فیصلہ یا آرڈیننس ختم ہو گیا اور قادیانیوں کی دادرسی ہو گئی؟۔ ہوتا تو یوں ہے کہ کسی نے کسی دوسرے کے ساتھ زیادتی کی ہوتی ہے۔ کوئی نقصان کیا ہوتا ہے یا کسی کو حبسِ بے جا میں رکھا ہوتا ہے تو عدالت مجرم کو نہ صرف سزا سناتی ہے بلکہ متاثرہ فریق کے نقصان کی تلافی بھی کی جاتی ہے۔ اغواشدگان کو بازیاب بھی کرایا جاتا ہے یا مالی نقصان پورا کرنے کے احکامات صادر ہوتے ہیں کیا خدا تعالیٰ کی ہستی پر الزام نہیں کہ اس نے انصاف کرتے ہوئے متاثرہ فریق کی دادرسی نہیں کی۔ یا تو خدا نے غلط فیصلہ دیا (نعوذباللہ) یا پھر اس فیصلے کا قادیانیوں کے ساتھ تعلق نہیں (یہی ممکن ہے) اس واقعہ کا دوسرا پہلو بھی غور طلب ہے کہ 17 اگست 1988ء سے قبل کے اخبارات اٹھا کر دیکھیں پاکستان میں جگہ جگہ جنرل ضیاء الحق کے خلاف جلوس نکل رہے تھے۔ اس کی پالیسیوں پر تنقید ہو رہی تھی۔ بلکہ ایک جلوس کا میں خود عینی شاہد ہوں جس میں جنرل ضیاء الحق کے خلاف جنرل ایوب والے "الفاظ" کا ورد کیا جارہا تھا اور یوں عوام میں جنرل ضیاء الحق کے خلاف سخت نفرت تھی۔ پیپلز پارٹی تو پہلے ہی خلاف تھی مسلم لیگ کی حکومت توڑ کر (محمد خان جونیجو کی حکومت) اسے بھی اپنے خلاف کر لیا تھا اور علماء کے شریعت بل کو روک کر انہیں بھی اپنے خلاف کر رکھا تھا۔ مگر جوں ہی اس کے ساتھ حادثہ پیش آیا دیکھتے ہی دیکھتے لوگوں کے دلوں میں اس کے لئے ہمدردی بھر گئی۔ لوگوں کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور اس کے جنازہ میں اس کثرت کے ساتھ عوام شامل ہوئے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی اور لوگوں کے اس کے حق میں جذبات دیکھنے اور سننے والے تھے۔ جنرل ضیاء الحق اپنی ڈیوٹی کے دوران وردی میں فوت ہو کر شہید تو ہو گیا۔ قادیانی اس سے انکار نہیں کر سکتے مگر اس کا کیا کریں کہ جو لوگ ایک دن قبل اس کے سخت خلاف تھے وہ فوراً ہی اس کے حق میں ہو گئے یہ محض خدا تعالیٰ کی طرف سے تھا۔ خدا تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں کو اس طرف پھیر دیا اس کا مزار فیصل مسجد کے احاطہ میں بنادیا۔ آج اسی واقعہ کو 12 سال ہو چکے ہیں مگر ہر سال اس کی برسی میں لاکھوں عقیدت مند جاتے ہیں یہ عقیدت مند کون ہیں؟۔ پھر سارا سال اس کے مزار پر ہر روز اور ہر وقت کچھ نہ کچھ لوگ دعا کرنے اس کے مزار پر جارہے ہوتے ہیں۔ اس کا مزار راستے میں نہیں مگر پھر بھی لوگ اس

طرف جاتے ہیں۔ شاید ہی کوئی اور سربراہ ایسا گزرا ہو جسے اتنی عقیدت ملی ہو۔

اگر تو یہ قادیانیوں کی طرف سے ایک سزا اور انجام ہے تو ایسا انجام تو ہر مسلمان خوشی سے قبول کرلے گا جس سے لاکھوں کروڑوں انسانوں کے دلوں میں نفرت کی بجائے ہمدردی اور عقیدت بھر جائے۔ قادیانی تو جس خدا کو پیش کرتے ہیں اس کی بڑی تعریفیں کرتے تھے کہ ہر مشکل کام کو آسان کرسکتا ہے مگر تجربات نے ثابت کیا کہ قادیانیوں کا خدا مسلمانوں کے خدا کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔ اس کی ایک اور وجہ بھی ہوسکتی ہے کہ مسلمانوں نے ایک خدا کو ساری طاقت کا سرچشمہ سمجھ رکھا ہے جبکہ قادیانیوں کے سینکڑوں خدا ہیں۔ اس طرح طاقت تقسیم ہوگئی ہوگی۔ (قادیانی جماعت کے مبینہ خداؤں کا تذکرہ اگلے کسی مضمون میں) بھٹو کی موت پیپلزپارٹی کے مخالفین کے لئے معجزہ تھی تو جنرل ضیاء الحق کی موت پیپلزپارٹی کے لئے۔ قادیانی خوامخواہ اپنا "لچ تلنے" کی کوشش کرتے ہیں۔

علماء اسلام

اگر قادیانیوں کے خلاف کام کرنے یا مخالفت کرنے پر کسی کو سزا ہوسکتی تھی تو آج تک کئی سو علماء اسلام عبرتناک انجام کا شکار ہو چکے ہوتے۔ کیونکہ سینکڑوں علماء کی کوششوں سے قادیانی اتنا نقصان اٹھا چکے ہیں کہ اس کی تلافی ناممکن ہے۔ ان کے خلاف اتنا لٹریچر تیار ہو چکا ہے جس کا عشر عشیر بھی قادیانی نہیں کرسکتے۔ عوام الناس کے ذہنوں میں قادیانیوں کے خلاف اتنا کچھ بھر دیا گیا کہ اب قادیانیوں کے بارے میں کسی بھی اچھے تاثر کا پیدا ہونا ناممکن ہے۔ 1974ء سے 2000ء تک مسلسل قادیانیوں کا گراف نیچے جارہا ہے اور وہ اس سٹیج تک پہنچ چکا ہے کہ اوپر اٹھ ہی نہیں سکتا۔ 1974ء کے بعد پیدا ہونے والا بچہ جو اب 25 سال کے قریب ہے اور اپنی تعلیم بھی مکمل کرچکا ہے گویا عاقل بالغ ہو چکا ہے۔ اس نے اب تک قادیانیوں کو غیر مسلم اور کافر ہی جانا ہے۔ وہ کبھی بھی قادیانیوں کو مسلمان نہیں سمجھ سکتا بلکہ ایک اسی عمر کا ایک قادیانی نوجوان بھی خود کو مسلمان نہیں بلکہ قادیانی ہی کہے گا۔

مذکورہ بالا کئی سو علماء اسلام کی کارگزاری اگر خدا کو ناپسند تھی تو انہیں اس دنیا میں عبرت کا نشان بنا تا۔ ہمارے دور کے مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، شورش کاشمیریؒ اور مولانا مودودیؒ جیسے اکابر اپنی طبعی وفات کے ساتھ قادیانیوں کو مایوس کرگئے۔ اب اگر ایک سو میں سے کوئی حادثے میں ہلاک ہوجاتا ہے تو کیا ہوا؟۔ مرزا محمود قادیانی پر بھی تو قاتلانہ حملہ ہوا تھا اور آخر دم تک اس زخم سے پریشان رہا

بلکہ اس حملے کے اثرات کے نتیجہ میں آخری دور معذوری کی حد تک جا پہنچا۔ قادیانی جماعت کے کتنے "قادیانی" دن دیہاڑے قتل ہو گئے کتنے حادثوں میں ہلاک ہوئے۔ قادیانیوں کو توبہ کرنی چاہیے۔ (مگر نہیں کریں گے)

ڈاکٹر عبدالسلام کا نوبل انعام

قادیانی جماعت ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو پاکستان کا مشہور اور عالمی شہرت یافتہ سائنس دان ثابت کرنا چاہتی ہے۔ ان کے بقول ان کی سائنسی خدمات کے اعتراف کے طور پر انہیں نوبل انعام سے نوازا گیا۔ ان کی وجہ سے پاکستان کی عزت میں بھی اضافہ ہوا اور قادیانی جماعت نے بھی اپنا قد بڑھانے کی کوشش کی۔ 1979ء میں ان کو نوبل انعام ملا تو فوراً بعد قادیانیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک قول کو دریافت کر لیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا تھا کہ:

"میرے فرقہ کے لوگ علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے۔"

قادیانی جماعت کے لئے تو یہ خوشی کی بات تھی کہ ان کی جماعت سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کو عالمی انعام ملا ہے مگر اس کو اس حد تک لے جانا کہ یہ قادیانیت کی سچائی کی ایک علامت یا ثبوت ہے نہایت مضحکہ خیز بات ہے۔ مجھے یاد ہے کہ اس انعام کے بعد مرزا ناصر نے جلسہ سالانہ میں اس انعام کو بہت زیادہ اچھال کر اور جذبات میں آکر کہا تھا کہ ہمیں آئندہ 10 سالوں میں 100 عبدالسلام جیسے سائنس دان چاہئیں اور پھر اس کے بعد طلباء میں علمی جوش بھرا جانے لگا۔ یونیورسٹی اور کالجوں سے پوزیشن لینے والوں میں حوصلہ افزائی کے لئے انعام دیئے جانے لگے۔ مزید یہ کہ ذہنی صلاحیتوں کو ابھارنے اور دماغی طاقت کو بڑھانے کے لئے سویابین کو ریکمنڈ کیا گیا۔ جلسہ سالانہ کی تقاریر اور دیگر اجتماعوں کے خطبات میں سویابین کے فوائد پر تفصیلی لیکچر دیئے گئے اور قادیانی جماعت کے افراد پر زور دیا گیا کہ اس کا تیل اور دیگر پروڈکٹ استعمال کریں۔ مرکزی سطح پر تحریر و تقریر کے ذریعہ سویابین کے حق میں مہم چلائی گئی۔ مجھے یاد ہے کہ 1982ء میں بیرون ملک سے سویابین آئل کے کیپسول منگوائے گئے اور طلباء میں 5 روپے تا 10 روپے فی کیپسول فروخت کئے گئے۔ اگر سویابین فائدہ مند تھی یا ہے تو اس مہم کو ختم کیوں کرا دیا گیا۔ اب کبھی اس بارے میں تبلیغ نہیں کی جاتی۔ اب تو عام استعمال کے لئے سویابین آئل مارکیٹ میں دستیاب ہے۔ بتانے کا مقصد یہ ہے کہ اتنی کوششوں کے باوجود قادیانی سربراہ مرزا ناصر کی خواہش کہ 10 سالوں میں

100 عبدالسلام کی سطح کے سائنس دان چاہئیں بالکل پوری نہ ہو سکی بلکہ ایک فیصد بھی پوری نہ ہوئی بلکہ آج 20 سال گزر چکے ہیں اس کے باوجود قادیانیوں میں ایک بھی سائنس دان اس سطح کا پیدا نہ ہو سکا۔

قادیانی جماعت نے یہ تاثر دیا کہ ڈاکٹر عبدالسلام کو قادیانیت کی وجہ سے یہ ترقی ملی ہے۔ ان سے کوئی پوچھے کہ آج تک جو ڈیڑھ دو سو دیگر عالمی سائنس دانوں کو یہ انعام مل چکا ہے کیا وہ بھی قادیانیت کی وجہ سے ملا ہے ؟۔ یا قادیانیت کی مخالفت کی وجہ ہے ؟۔ اس سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ قادیانی جماعت کے اس فارمولے کے مطابق جس مذہبی جماعت کے نوبل انعام یافتگان کی تعداد زیادہ ہوگی وہ سچی ہوگی۔ ڈاکٹر عبدالسلام کی اس کامیابی کو خوامخواہ اپنی طرف کھینچ کر اسے متنازعہ بنادیا اور تعصب کا مظاہرہ کر کے عوام کی اکثریت کو ان کے خلاف کر دیا۔ حالانکہ اگر وہ ایک قومی ہیرو تھے تو قادیانی جماعت نے انہیں زیرو کر دیا۔

طاعون اور قادیانی جماعت

1900ء کے لگ بھگ مرزا غلام احمد قادیانی نے اعلان کیا کہ ملک میں خصوصاً پنجاب میں طاعون پھوٹنے والی ہے اور اس سے بہت تباہی آئے گی مگر قادیانی اس سے محفوظ رہیں گے اور یہ ایک معجزہ کی حیثیت رکھے گی کہ باقی لوگ مریں گے مگر قادیانی اس سے محفوظ رہیں گے۔

طاعون نے کئی سال لگا کر پورے ہندوستان میں تباہی مچائی۔ اس کی لپیٹ میں قادیانی آئے یا نہیں یہ کیونکہ بہت پرانی بات ہے اس کا ریکارڈ کتابوں اور اخبارات میں تو ہوگا مگر اس وقت میں وہ بات بتانا چاہتا ہوں جو شاید اخبارات اور کتابوں میں نہ ہو مگر یہ ہمارے اپنے گاؤں محمود آباد جہلم کے متعلق ہے۔

1980ء میں میں نے محمود آباد کی تاریخ لکھنے کے لئے اس وقت کے موجود بزرگوں سے معلومات اکٹھی کیں تو معلوم ہوا کہ 1900ء تا 1924ء تقریباً ہر سال ان علاقوں میں طاعون نے تباہی مچائی تھی۔ جبکہ 1918ء اور 1924ء میں اس کی شدت زیادہ تھی۔ 1918ء اور 1924ء کے حالات کے بارے میں بتایا گیا کہ محمود آباد کے لوگ گھروں سے باہر نکل کر زمینوں میں کیمپ (جھونپڑیاں) لگا کر رہنے لگے۔ 1918ء اور 1924ء میں تقریباً 35 افراد اس طاعون کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔

محمود آباد کی اس وقت کی آبادی 80 فیصد قادیانی افراد پر مشتمل تھی۔ طاعون سے فوت ہونے والوں کی اکثریت قادیانی تھی۔ اس میں ہمارے قریبی رشتہ دار بھی تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے محمود آباد کے باہر

بقیہ صفحہ 39 پر

قادیانیوں کی شکست

کمال ڈیرو سندھ کا ایک تاریخی واقعہ

تحریر: مولانا اللہ وسایا

اس دفعہ ماہ ربیع الاول میں فقیر کا چار روزہ سندھ کا سفر تھا۔ خیر پور‘ شہداد کوٹ‘ کنڈیارو‘ مورو‘ گنمبٹ۔ بیانات‘ دینی مدارس میں حاضری‘ علماء وجماعتی رفقاء سے ملاقاتوں کی سعادت حاصل کی۔ کنڈیارو میں جامع مسجد ومدرسہ کے ناظم حضرت مولانا محمد ادریس اور آپ کے والد گرامی شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد قاسم صاحب بانی قاسمیہ لائبریری نے کمال ڈیرو کے قریب ”مائی جاھان“ نامی قریہ میں ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام کیا ہوا تھا۔ جس میں سندھ کے معروف مذہبی رہنما اور جمعیت علماء اسلام کی ممتاز بزرگ شخصیت مولانا میر محمد میرک‘ مولانا ڈاکٹر نثار احمد قریشی اور دوسرے حضرات نے بھی شرکت سے ممنون فرمایا۔

وہاں پر جاکر معلوم ہوا کہ یہاں پر قیام پاکستان سے قبل قادیانیت کے زہریلے اثرات پہنچے تھے۔ ماسٹر محمد پریل نامی ایک شخص قادیانی ہوا اس کے خاندان کے پانچ چھ گھرانے قادیانی ہوئے۔ علاقہ میں حاجی غلام احمد عباس عرف کاھوڑا ممتاز مسلمان تھے۔ ماسٹر پریل قادیانی سے ان کا مباحثہ رہتا تھا۔ آخر کار مناظرہ کی ٹھہری۔ پرانے بزرگوں کے تواتر کے ساتھ روایت مشہور ہے کہ مسلمانوں اور قادیانیوں کا تین دن مناظرہ رہا۔ یہ 1929ء کے لگ بھگ کی بات ہے۔ قادیان سے قادیانی مناظر آئے۔ علاقہ کے علماء نے ان سے کامیاب گفتگو کی۔ کم وبیش تین دنوں میں سو کے قریب جانور ذبح ہوئے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ تیس پینتیس ہزار کا اجتماع ہوگا۔

مناظرہ کے دوسرے دن پنجاب کے ایک عالم دین پہلے کمال ڈیرو آئے۔ وہاں سے معلوم کر کے گاؤں پہنچے اور قادیانی مناظروں سے تیسرے دن مناظرہ کیا۔ چند ابتدائی ٹرنوں میں قادیانی مناظر کتابیں سروں پر رکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے: ”کمثل الحمار یحمل اسفارا۰“ کا منظر تھا۔ مسلمانوں کو

عدیم المثال کامیابی ہوئی۔ یہ پنجاب سے آنے والے مسلمان مناظر کو کوئی نہیں جانتا تھا۔ جب مقامی علماء کرام نے ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ گذشتہ سے پیوستہ رات آنحضرت ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی کہ سندھ میں ختم نبوت پر مناظرہ ہے۔ تم وہاں جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائیں گے۔ بیدار ہوا تو طبیعت میں تشویش تھی کہ کہاں کس مقام پر کیسے پہنچوں گا؟۔ اسی اثنا میں دوبارہ آنکھ لگ گئی۔ تو پھر دوسری بار خواب میں زیارت ہوئی اور راستہ سمجھایا۔ صبح ہوئی تو چل پڑا اور یوں پہنچتے ہی قدرت نے جس کامیابی سے نوازا وہ آپ لوگوں کے سامنے ہے۔ اللہ رب العزت کا کرم ہے کہ یہاں پر قادیانیت کی ترقی رک گئی۔ اس وقت کے قادیانیوں کے علاوہ پھر کوئی شخص قادیانی نہ ہوا۔

1984ء1985ء میں ایک بار پھر قادیانیوں نے کوشش کی۔ علاقہ کے غریب عوام کو سیرت النبی کے جلسہ کے نام پر جمع کیا۔ کنڈیارو کے جناب عنایت اللہ صاحب سومرو اور ماسٹر خان محمد صاحب کو معلوم ہوا کہ صبح قادیانیوں کا جلسہ ہے۔ یہ دونوں حضرات ٹریکٹر پر کتابیں رکھ کر قادیانی جلسہ گاہ میں جا دھمکے۔ شیعہ اور بریلوی عوام زیادہ جمع تھے۔ ان کو قادیانی فتنہ سے آگاہی نہ تھی۔ بھولے سے چلے آئے تھے۔ دیگیں پک رہی تھیں۔ پنڈال بنا ہوا تھا۔ حاضری ہے۔ مقرر تقریر کر رہا ہے۔ سیرت النبی پر بیان ہو رہا ہے۔ یہ دونوں حضرات سٹیج کے قریب کتابیں لگا کر بیٹھ گئے۔ بیان میں قادیانی مقرر نے دجل سے کہیں بھی مرزا غلام احمد قادیانی کا اشارۃً کنایۃً تک نام نہ لیا۔ اب بولنے کی گنجائش نہ تھی۔ جناب سومرو اور ماسٹر صاحب کا خیال تھا کہ اگر ہم چپ رہے تو عوام میں جلسہ میں ہماری شمولیت اور خاموشی کا منفی اثر پڑے گا۔ جونہی تقریر ختم ہوئی۔ جناب عنایت اللہ سومرو صاحب کھڑے ہو گئے۔ قادیانی مقرر نے بڑی لجاجت اور دجل سے ان کا شکریہ ادا کیا۔ تعارف کرایا کہ یہ بڑے زمیندار ہیں' بااثر ہیں' اہل علم ہیں۔ ان کی شرکت کا شکریہ ادا کرتے ہیں تاکہ عوام مرعوب ہوں کہ یہ بھی ان کے جلسے میں شریک ہیں ان کے ہم نوا ہیں۔ لیکن سومرو صاحب نے کہا کہ مجھے آپ سے ایک سوال کرنا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی شان زیادہ ہے یا حضرت امام حسینؓ کی؟۔ قادیانی مقرر نے ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارے لیکن سومرو صاحب اور ماسٹر صاحب ایک ہی سوال پر جمے رہے کہ آپ بتائیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور حضرت حسینؓ میں سے کس کی شان آپ لوگوں (قادیانیوں) کے نزدیک زیادہ ہے۔ اب قادیانی بغلیں جھانک رہے ہیں۔ عوام سامعین جو زیادہ تر شیعہ اور بریلوی عوام سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ سیدھے سادھے اور حساس سوال پر قادیانیوں کے سر

ہو گئے کہ آپ جواب دیں۔ قادیانی مقرر نے کہہ دیا کہ دونوں برابر تھے۔ اس پر لوگ سراپا اشتعال ہو گئے کہ اچھا حضرت حسینؓ کے برابر مرزا غلام احمد قادیانی کو سمجھتے ہیں۔ جناب سومرو صاحب اور ماسٹر صاحب نے کہا کہ یہ تو آپ ﷺ اور جملہ انبیاء سے بھی مرزا غلام احمد قادیانی کو افضل سمجھتے ہیں۔ اب لوگوں نے قادیانی کتے ہائے ہائے کے نعرے بلند کئے۔ دیگیں الٹ دیں۔ پنڈال کا نظم تہہ وبالا ہو گیا اور قادیانی منہ دیکھتے رہ گئے۔ لوگ سب چلے گئے۔

جناب عنایت اللہ سومرو اور جناب خان محمد کو لوگوں نے بتایا کہ اصل جلسہ تو کل ہے۔ آج تو پہلا دن ہے۔ کل باہر سے ان کے مقرر آئیں گے۔ چنانچہ دوسرے دن سومرو صاحب اور ماسٹر صاحب رفقاء سمیت صبح سے ہی جا کر قادیانی جلسہ گاہ کے گیٹ پر بیٹھ گئے اور کل کی ٹیپ بار بار ریورس کر کے لگادی جس میں تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی حضرت حسینؓ کے برابر ہے۔ پس جو شخص آتا سن کر قادیانیوں پر لعنت بھیج کر واپس چلا جاتا۔ قادیانیوں نے یہ صورتحال دیکھ کر جلسہ کے برخاست ہونے کا اعلان کر دیا۔ اس دن سے آج تک پھر قادیانیوں کو دوبارہ پر پرزے نکالنے کی جرات نہ ہوئی۔ اس وقت جتنے قادیانی ہیں سب تذبذب کا شکار ہیں کہ مسلمانوں سے ملیں تو مرزا غلام احمد قادیانی پر لعنت بھیجتے ہیں۔

رات کو الحمدللہ ہمارا بہت کامیاب جلسہ ہوا جو رات گئے تک جاری رہا۔ اللہ رب العزت اس کے اثرات کو قادیانیوں کے حق میں ہدایت کا باعث فرمائیں: ”وماذالك على الله بعزيز“

بقیہ قادیانی معجزات

ایک نیا قبرستان آباد ہو گیا۔ بتانے کا مقصد یہ ہے کہ طاعون کا قادیانی بھی اسی طرح شکار ہوئے جس طرح دیگر عام لوگ۔ قادیانی معجزات پر بڑا یقین رکھتے ہیں مگر سو سال میں قادیانی جماعت کی جھولی میں کوئی خاص معجزہ نہ آسکا جن معجزات کا وہ ذکر کرتے ہیں ان پر تبصرہ ہو چکا ہے البتہ کسی مخالف کے کان میں درد ہوا یا سائیکل سے گر جائے یا کوئی مالی نقصان ہو جائے تو قادیانی خوش ہو جاتے ہیں کہ معجزہ ہو گیا۔ چلو ”لہو گرم رکھنے کا ہے اک بہانہ“ کے مطابق دل کو خوش اور لہو کو گرم رکھنے کا ان کا بھی حق ہے۔ ہمیں یہ حق تسلیم ہے۔ اس حق کو استعمال کریں شاید حق کو استعمال کرتے کرتے ”حق“ کو پالیں۔

خوف خدا اور فکر آخرت

تحریر: مولانا احسان احمد (اسلام آباد)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ڈرتا ہے وہ شروع رات میں چل دیتا ہے اور جو شروع رات میں چل دیتا ہے وہ عافیت سے اپنی منزل پر پہنچ جاتا ہے۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ کا سودا سستا نہیں بہت مہنگا اور بہت قیمتی ہے۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ کا وہ سودا جنت ہے۔

اہل عرب کا دستور یہ تھا کہ وہ آخر شب میں سفر شروع کرتے اور اسی بناء پر چور اور ڈاکو بھی آخر شب کو قافلہ کا تعاقب کرتے اور نقب زنی اور ڈاکہ زنی کرتے تو اہل عرب اس عمل سے بچتے ہوئے اپنا سفر بجائے آخر شب کے اوئل شب میں شروع کرتے تو وہ راہزنوں کی راہزنی سے اور ڈاکوؤں کی ڈاکہ زنی سے محفوظ رہتے اور عافیت اور حفاظت کے ساتھ اپنی منزل مقصود پر پہنچ جاتے۔

نبی کریم ﷺ نے مثال دے کر یہ سمجھایا کہ جس طرح راہزن کے خوف سے بچنے کے لئے مسافر اپنی رات کا آرام اور چین سکون برباد کر کے شروع رات میں سفر کرتا ہے اور چور کی چوری سے اور ڈاکوؤں کی ڈاکہ زنی سے محفوظ رہتا ہے۔ اسی طرح آخرت کا مسافر اور طالب اپنی دنیاوی لذات کو قربان کر کے اپنی آخرت کی فکر کرتا ہے تو وہ بھی اپنی اصل منزل یعنی جنت کو پالیتا ہے اور مصائب اور مشکلات سے بچ جاتا ہے۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بندہ اللہ سے جو کچھ لینا چاہتا ہے وہ کوئی کم قیمت اور فضول چیز نہیں ہے جو ویسے ہی مفت میں مل جائے بلکہ وہ نہایت ہی اہم اور گرانقدر اور بیش قیمت چیز ہے جو جان ومال اور نفسانی خواہشات کو قربان کرنے سے ملتی ہے اور وہ جنت ہے۔ قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم نے یعنی اللہ نے اہل ایمان سے ان کے جان اور مال جنت کے عوض خرید لئے ہیں۔ وہ اپنا جان ومال اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کردیں اور ہم سے جنت لے لیں۔ گویا جنت اتنی عظیم چیز ہے جس کا

بدلہ صرف اور صرف اپنا جان ومال اللہ کی راہ میں دینے سے ہی ادا ہو سکتا ہے۔

موت اور آخرت کی تیاری

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ بتلایئے کہ آدمیوں میں کون زیادہ ہوشیار اور دور اندیش ہے؟۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ جو موت کو زیادہ یاد کرتا ہے اور موت کے لئے زیادہ سے زیادہ تیاری کرتا ہے۔ جو لوگ ایسے ہیں وہی لوگ ہوشیار اور دانشمند ہیں۔ انہوں نے دنیا کی عزت بھی حاصل کی اور آخرت کا اعزاز واکرام بھی۔ (طبرانی معجم صغیر)

حقیقت یہ ہے کہ اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے اور ایک نہ ختم ہونے والی منزل جہاں پر پہنچنے سے پہلے ہر ایک کو وہاں جانے کی تیاری کرنی ہے اور پہنچنے کے بعد واپسی نہیں ہے۔ یہ ایک ناقابل فراموش حقیقت ہے تو پھر کامیاب وہی لوگ ہیں جو مرنے کے بعد والی زندگی کو یاد رکھتے ہیں اور اس کی تیاری کرتے ہیں۔ اس شخص سے زیادہ بے وقوف اور کون ہوگا جس کو اپنے مرنے کا بھی علم ہے اور انجام کا بھی علم ہے مگر اس کی تیاری نہیں کرتا اور اپنے قیمتی اثاثے ضائع کر دیتا ہے۔ دنیا میں کوئی آدمی ایسا نہیں جس کو اس بات کا علم ہو کہ اگر اس نے اس کام میں اپنا سرمایہ لگایا تو وہ ضائع ہو جائے گا اور پھر وہ رقم اسی میں لگائے۔ ایسا کوئی نہیں ہے۔ مگر دین اور آخرت کی خاطر آج یہ سوچ بالکل ختم ہو گئی ہے۔ اللہ رب العزت توفیق عمل نصیب فرمائے۔

حضرت شداد بن اوس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہوشیار اور توانا وہ ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھے اور موت کے بعد کے لئے (آخرت کی نجات اور کامیابی کے لئے) عمل کرے اور نادان وناتواں وہ ہے جو اپنے آپ کو اپنی خواہشات نفس کا تابع کر دے اور (بجائے احکام خداوندی کے اپنے نفس کے تقاضوں پر چلے) اور اللہ سے امیدیں باندھے۔ (ترمذی شریف)

نبی کریم ﷺ کے ارشاد کی روشنی میں یہ بات واضح ہو گئی کہ ہوشیار ہونے کے لئے چالاک چرب لسان اور دھوکہ باز ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ ہوشیار تو وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھے اپنی نفسانی خواہشات پر عمل نہ کرے اور اپنے نفس کو اللہ کے نبی کے احکامات پر چلائے اور اللہ اور اللہ کے نبی کی اطاعت کرے' ہوشیار یہ شخص ہے۔ مگر آج ہم اس ارشاد کے بالکل برعکس چلتے ہیں۔ ہم اس کو

ہوشیار سمجھتے ہیں جو لوگوں کو سب سے زیادہ دھوکہ دینے کا ماہر ہے' جھوٹ' فراڈ' غیبت کا ماہر ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ ہوشیار ہے۔ نہیں بالکل نہیں' ہر گز نہیں یہ ہوشیار نہیں بلکہ یہ نادان اور بے وقوف ہے جو برائی در برائی کر رہا ہے اور آخرت کی تیاری بھی نہیں کر رہا۔

اللہ رب العزت کے ہاں نجات اعمال پر نہیں اس کے فضل و کرم اور رحم و عنایت پر ہو گی۔ کوئی کتنا بڑا عبادت گزار ہو نجات محض اس کا فضل ہو گا۔ اسی بات کو نبی کریم ﷺ کی حدیث سے ملاحظہ فرمائیں:

قیامت کے دن بڑے سے بڑا عبادت گزار بھی اپنی عبادت کو ہیچ سمجھے گا

حضرت عتبہ بن عبیدؓ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنی پیدائش کے دن سے موت کے دن تک برابر اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کے لئے سجدہ میں پڑا رہے تو قیامت کے دن اپنے اس عمل کو بھی وہ حقیر سمجھے گا۔

مطلب حضور ﷺ کے ارشاد کا یہ ہے کہ ساری زندگی میں پل بھر بھی اللہ تعالیٰ کے احکامات کی خلاف ورزی نہ کی ہو مگر قیامت کے دن جو حقیقتیں اس پر منکشف ہونگی تو یہ حسرت کرے گا کہ وہ اتنے انعامات اس پر ملنے تھے مگر جو کچھ میں نے کیا بہت ہیچ اور حقیر ہے۔

گناہوں کے انجام کا خوف اور رحمت خداوندی سے امید

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک جوان کے پاس اس کے آخری وقت میں جبکہ وہ اس دنیا سے رخصت ہو رہا تھا تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا کہ اس وقت تم اپنے آپ کو کس حال میں پاتے ہو؟۔ اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میرا حال یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے رحمت کی امید بھی رکھتا ہوں اور اسی کے ساتھ مجھے اپنے گناہوں کی سزا اور عذاب کا بھی ڈر ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یقین کرو جس دل میں امید اور خوف کی یہ دونوں کیفیتیں ایسے عالم میں (موت کے وقت) جمع ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ ضرور عطا فرمائیں گے جس کی اس کو اللہ کی رحمت سے امید ہے اور اس عذاب سے اس کو ضرور محفوظ رکھیں گے جس کا اس کے دل میں خوف ہے۔ (جامع ترمذی)

اس حدیث سے ہمیں واضح طور پر یہ سبق ملتا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کے

عذاب اور اس کی پکڑ سے ڈرنا ہی نجات کی راہ ہے اور کامیابی ہی کامیابی ہے۔ اسی طرح نبی اکرم ﷺ کی ایک اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کے دل میں کسی موقع پر اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہوا وہ دوزخ سے نکلوالیا جائے گا۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں حضرت انسؓ کی حدیث ملاحظہ فرمائیں:

حضرت انسؓ سے روایت ہے وہ حضور اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن (ان فرشتوں کو جو دوزخ پر مقرر ہوں گے) حکم دے گا کہ جس شخص نے کبھی مجھے یاد کیا یا کسی موقع پر جو بندہ مجھ سے ڈرا اس کو دوزخ سے نکال لیا جائے۔ (جامع ترمذی)

حضرت انسؓ کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص دنیا سے بحالت ایمان گیا اور اختتام خیر سے ہوا لیکن اعمال خیر کا ذخیرہ نہیں اعمال بد بکثرت ہیں لیکن ساتھ میں اس نے کبھی اللہ تعالیٰ کو یاد کیا تھا یا کسی موقع پر وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرا تھا تو اللہ رب العزت اس کو بھی اس کام کی وجہ سے دوزخ سے نکلوالے گا۔

اللہ کا خوف اور فکر آخرت ایسی چیز ہے کہ اس سے انسان انسان بن جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر آدمی کے اندر خوف خدا اور فکر آخرت نہیں تو وہ کامل انسان نہیں بن سکتا۔

قادیانیوں کی کسٹم حکام کو ایک کروڑ کی پیش کش

یورپی ممالک سے قادیانی لٹریچر کا بھرا ہوا کنٹینر پاکستان لانے والا شخص کسٹم کورٹ سے ضمانت کے بعد ملک سے فرار ہوگیا۔ تفصیلات کے مطابق قادیانی محمد اقبال کچھ عرصہ قبل ڈیر ہاؤسنگ کسٹم بمقام ڈاکیارڈ روڈ ویسٹ وہارف کے چیئرمین کے طور پر خدمات انجام دیتا رہا ہے اور اسی حیثیت میں اس نے غیر ممالک سے 40 ٹن کا ایک کنٹینر پاکستان منگوالیا۔ کے پی آئی کے مطابق جب کنٹینر کو کھولا گیا تو اس میں قادیانیت پر مبنی لٹریچر اور دیگر اشتعال انگیز اور قابل اعتراض مواد بھرا ہوا تھا۔ ذرائع کے مطابق محمد اقبال نے کسٹم حکام کو ایک کروڑ رشوت کی پیش کش کی۔ لیکن کسٹم حکام نے اس کے مقدمہ درج کر کے اسے جیل بھیج دیا تھا۔ ذرائع کے مطابق محمد اقبال قادیانی ضمانت ہوتے ہی ملک سے فرار ہوگیا۔ بتایا جاتا ہے کہ اس نے یورپ میں پناہ لے لی ہے۔ (روزنامہ خبریں 8 مئی 2000ء)

دینی مدارس کا تحفظ اور وفاق المدارس کی ذمہ داری

تحریر: مولانا قاضی عبدالکریم

حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب کلاچوی وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے بانی ارکان میں سے ہیں۔ حضرت مولانا علامہ شمس الحق صاحبؒ افغانی' حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ' مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ' مولانا محمد یوسف بنوریؒ' مولانا مفتی محمودؒ جیسے اکابر کے رفیق کار اور وفاق المدارس کی بنیاد' استحکام اور تعمیر وترقی کے سلسلہ میں جدوجہد اور مسلسل مساعی میں شریک رہے۔ مدارس اور وفاق المدارس کے سلسلہ میں ان کے دردِدل اور فکری کاوشیں تحریری صورت میں نذر قارئین ہیں۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ دینی مدارس سے پاکستان کے حکمران ہمیشہ ہی خائف اور ہراساں رہے ہیں۔ پرانی تاریخ دہرانا مقصود نہیں۔ پاکستان جس کا مطلب: ''لا الہ الا اللہ'' بتلایا اور ہزاروں بار دہرایا گیا ہے۔ اس کے سیاہ وسفید کے مالک سکندر مرزا کا یہ ہفوہ تو بہت سے سفید ریش حضرات کو آج بھی یاد ہوگا جس نے کہا تھا کہ مشرقی پاکستان کو کمیونزم مگر پورے پاکستان کو ملاازم سے خطرہ ہے۔ یہاں تک کہ جنرل ضیاء الحق مرحوم کے دور میں بھی مدارس کو جب پریشان کرنے کی افواہ سننے میں آئی اور ضیاء صاحب سے علماء کا وفد ملا تو سنا گیا ہے کہ انہوں نے کانوں پر ہاتھ رکھا اور کہا مجھے ہرگز اس کا کوئی علم نہیں اور نہ ہی میں ان کو چھیڑنے کا کوئی ارادہ رکھتا ہوں۔ صدر ایوب کے دور میں بھی وفاق کو پیش کش کی گئی کہ ہماری پسند کا نصاب رکھ لو۔ ہم مدرسہ کے پورے اخراجات کا تیسرا حصہ حکومت کی جانب سے ہمیشہ ہی ادا کرتے رہیں گے۔ وفاق نے علماء کے لئے عصری علوم سے واقف ہونے کی ضرورت سے تو انکار

نہیں کیا لیکن حکومت کی پیش کش اور دینی مدارس کے نصاب میں حکومت کی مداخلت کو قطعی طور پر رد کر دیا اور علوم عصریہ سے علماء کو واقف کرنے اور علوم عصریہ کے فارغ طلباء کے لئے معتدبہ حد تک دینی تعلیم کو حکومت کی جانب سے لازم قرار دینے اور اس کے لئے متبادل تجویز پیش کی جس کا نہ جواب آنا تھا نہ آیا۔ بہر حال اس وقت کے حکمران بھی یکے بعد دیگرے اپنے پیشرووں کی اس سنت "سیئہ" کو زندہ کرنے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ جب تک ملک کے کلیدی عہدوں پر غیر مسلم مرتدین اور زنادقہ ملاحدہ مدعیان اسلام براجمان رہیں گے اور ہماری بااختیار اسمبلیوں میں غیر مسلم ارکان معزز ممبر کی حیثیت سے شریک ہوتے رہیں گے۔ قرآن وسنت کے یہ مراکز یعنی دینی مدارس کو ہمیشہ خطرات لاحق ہوتے رہیں گے۔ چنانچہ اب یہ ہمارے سیاسی لیڈر اور ہمارے سیاسی قائدین ہی بڑی حد تک اس سے پریشان ہیں اور یہ حضرات دینی مدارس کے تحفظ کے لئے آواز اٹھا رہے ہیں۔ یہ ان حضرات کی سیاسی ضرورت ہے یا مذہبی اور دینی جذبات اس کے محرک ہیں۔ یہ حقیقت اس ذات کو معلوم ہے جو عالم الغیب والشھادۃ اور علیم بذات الصدور ہے۔

باقی لامزاحمة فی الاسباب ایک مشہور جملہ ہے۔ اس لئے سبب دو ہی ہو سکتے ہیں۔ غالب اور مغلوب کو خدا جانتا ہے۔ دراصل مجھ جیسے غیر سیاسی طالب علم کو وفاق المدارس العربیہ کے ذمہ دار حضرات سے عرض کرنا ہے کہ موجودہ حکمرانوں کی جانب سے بار بار مختلف اعلانات کے باوجود خود وفاق المدارس کی کابینہ اور مجلس عاملہ کے اراکین اتنی دیر تک آخر کیوں منقار زیر پر ہیں۔ وہ کیوں نہیں بولتے اور کیوں نہ اپنے ملحقہ مدارس کو یقین دلاتے ہیں کہ :

(۱)...... ہم نے آزاد دینی مدارس کی مکمل آزادی کو ہر قیمت پر باقی اور برقرار رکھنا ہے اور یہ کہ :

(۲)...... حکومت کے کسی کارندے کو مدارس دینیہ کے نصاب میں بحیثیت کسی رکن کے ہرگز قبول نہیں کرنا۔

(۳)...... اگر پوری دیانتداری سے وفاق نے مدارس کی خیر خواہی کے لئے نصاب میں کسی تبدیلی کی ضرورت محسوس کی تو اپنے پرانے نصاب (نظامی نصاب) میں پہلے بھی تبدیلی کی ہے۔ مزید جب بھی ضرورت محسوس کریں گے کرتے رہیں گے۔ حکومت کی غوغا آرائی سے کوئی اثر نہیں لیں گے۔

(۴)...... جو بھی دینی مدارس مجالس عامہ وخاصہ کے مشوروں سے چل رہے ہیں ان کے نظام

میں بھی حکومت کا کوئی دخل قبول نہیں کیا جائے گا اور......

(۵)......اگر کسی ایک مدرسہ کو بھی گزند پہنچی تو وفاق اپنی دینی اور دنیوی ذمہ داری سمجھتے ہوئے جب تک وہ وفاق سے ملحق رہے گا وفاق سب کو جسد واحد سمجھ کر اس کی غم خواری میں بے قرار رہے گا اور تمام اعضاء وفاق کو حرکت میں لائے گا۔

گشتی مراسلہ کے ذریعہ وفاق کے تمام شاخوں کو مطمئن کرنا میں سمجھتا ہوں۔ وفاق کی ذمہ داری ہے کہ وفاق کی داغ بیل ڈالتے ہوئے علماء کی مضبوط سیاسی جماعتیں موجود تھیں اور آج سے زیادہ اور بہت زیادہ قابل اعتماد حالت میں لیکن بانیان وفاق نے ایک مستقل ذمہ دار ادارہ کو وفاق کے نام سے دینی مدارس کی حفاظت ہی کے لئے منظم کیا تھا۔ چنانچہ اسی میں میں سمجھتا ہوں وفاق کا بھرم باقی رہ سکتا ہے۔ یہ مدعی سست اور گواہ چست کا معاملہ نہ تو زیادہ تسلی بخش معلوم ہوتا ہے اور نہ مخالفین پر زیادہ اثر انداز۔

سب جانتے ہیں کہ توہین رسالت کا مسئلہ خالص دینی مسئلہ ہے اور سرکاری مدارس کے لئے نئے نصاب کی منظوری دینی مدارس کی بنیاد پر حملہ ہے۔ کتنی شرم کی بات ہے کہ مسلمانوں کے اس پندرہ سولہ کروڑ ملک کی آبادی میں تیسری جماعت اور دسویں جماعت کے لئے جو کتابیں بنائی جاتی ہیں۔ اس کی تصحیح اور تسلی بخش ہونے کی سند ایک یہودی سے لی جاتی ہے اور ڈنکے کی چوٹ اس کے اعلان سے بھی نہیں شرمایا جاتا۔ بہر حال اب یہ وفاق کی کابینہ اور اس کی مجلس عاملہ کی اصل ذمہ داری ہی ہے کہ وہ وقت کے حکمرانوں سے کس زبان، کس لہجہ اور کس طریقہ سے بات کرتے ہیں اور ہزاروں ملحقہ مدارس کو کس طرح اعتماد میں لیتے ہیں۔ سیاسی علماء اگر اللہ کی رضا کے لئے ان کا تعاون فرماتے ہیں تو انہیں اللہ کریم کی جانب سے اس کا نیک ثمرہ ضرور ہی انشاء اللہ ملے گا۔ وفاق کو ان کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔

اعلان

ماہنامہ لولاک کے جن قارئین کی سالانہ مدت خریداری ختم ہو چکی ہے ان حضرات کو زر سالانہ بھجوانے کے لئے دفتر لولاک سے خط ارسال کیا گیا ہے۔ مگر تا حال کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ اب دوبارہ درخواست ہے کہ اس دینی پرچہ اور عقیدہ ختم نبوت کے محافظ رسالہ سے تعاون فرماتے ہوئے زر سالانہ خریداری مبلغ =/100 روپے بذریعہ منی آرڈر بنام لولاک ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔

باب الاسلام سندھ
شدید ترین خشک سالی کی زد میں

تحریر: علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو

سندھ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ برصغیر میں اسلام' سندھ ہی کے راستہ سے داخل ہوا۔ بناء بریں سندھ کو باب الاسلام بھی کہا جاتا ہے۔ سندھ میں مختلف مقامات پر حضرات صحابہ کرامؓ کی قبریں بھی ہیں۔ قیام پاکستان کے لئے سندھ اور اہلیان سندھ کی قربانیاں تاریخ کا انوٹ انگ ہیں۔ پاکستان کے قیام کے لئے پہلی قرارداد سندھ اسمبلی نے ہی پاس کی تھی۔ اہلیان سندھ نے قیام پاکستان کے لئے تحریک کیوں چلائی ایک تو اس لئے کہ وہ انگریزوں کی غلامی کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں تھے اور دوسری چیز ان کی اسلام کے ساتھ والہانہ محبت تھی۔ وہ سندھ جہاں پر ہندو بادشاہ راجہ داہر کے مظالم سے تنگ آکر ایک اسلام کی بیٹی نے مسلمانوں کو مدد کے لئے پکارا تھا تو مجاہد اسلام محمد بن قاسم مجاہدین کا قافلہ لے کر سندھ پہنچا تھا اور اس نے راجہ داہر کو سبق سکھایا تھا اور سندھ میں اسلامی حکومت قائم کی تھی۔

وہ سندھ جو کسی زمانے میں امن وامان' خوشحالی' شادابی' عدل وانصاف کا مرکز تھا اور لوگ سندھ کو دیکھنے کے لئے دور دراز سے سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے سندھ آتے تھے۔ آج کل تاریخ کا وہ خوبصورت خطہ برصغیر کا سرسبز اور شاداب علاقہ بنجر بنتا جارہا ہے۔ عرصہ سے بارش نہیں ہوئی۔ دریائے سندھ کا پانی غیر معمولی حد تک کم ہو گیا ہے۔ نہریں' کنویں اور تالاب خشک ہو چکے ہیں۔ زمین سے نکلنے والا پانی کڑوا بنتا جارہا ہے اور جہاں پر سطح آب 70یا80فٹ زیر زمین تھی وہاں پر 200اور250فٹ تک پانی نہیں مل رہا۔ سندھ جو خالصتاً ایک زرعی علاقہ ہے ایک زرعی علاقہ میں اگر کھیت ویران ہو جائیں' کنویں سوکھ جائیں' مویشیوں کو کھانے کے لئے چارہ اور پینے کے لئے پانی نہ ملے لوگ دانے دانے کو محتاج ہو جائیں۔ تو یقینی طور پر ایک قومی سانحہ کی صورتحال پیدا ہو جاتی ہے۔ موجودہ زمانے میں جس طرح امن' استحکام' خوشحالی' تجارت اور معیشت میں ہر ملک علاقائی اور بین الاقوامی صورتحال سے متاثر ہے۔ اسی طرح

ملک موسمی تغیر و تبدل زراعت ٔبارش غرض قدرتی ماحول کے تمام خدوخال میں عالمی سطح پر رونما ہونے والی تبدیلیوں سے بھی متاثر ہورہا ہے۔ آج سندھ میں بالخصوص سندھ کا دیہاتی علاقہ جہاں پر صرف زراعت پر گزارہ ہوتا ہے اور اس کے ساتھ دریائے سندھ کے دونوں اطراف والی زرعی زمین اور تھر کا علاقہ شدید خشک سالی اور قحط کا شکار ہے۔ یہ سب کچھ شاید دنیا کے ماحولیاتی نظام میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کالازمی نتیجہ اور ہماری بداعمالیوں کی شامت ہے۔

شامت اعمال ماصورت نادرگرفت

اس وقت سندھ میں پانی کے ذخائر کی کمی خطرے کے نشان کو چھورہی ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ اگر اس طرف فوری توجہ نہ دی گئی تو اللہ نہ کرے علاقہ دوسرا روانڈا بن جائے گا۔ سندھ ایک زرعی خطہ ہے اور زراعت کے لئے پانی اولین ضرورتوں میں سے ہے مگر اس وقت حال یہ ہے کہ زراعت کے لئے تو پانی کیا پینے کے لئے بھی دستیاب نہیں۔ تھر کے علاقہ میں پانی نہ ملنے کی وجہ سے ہزاروں مویشی اور سینکڑوں انسان لقمہ اجل بن چکے ہیں۔ بڑی تعداد میں لوگ نقل مکانی کر چکے ہیں۔ سینکڑوں بستیاں ویران ہوچکی ہیں اور تھر کے علاقہ میں مرے ہوئے جانوروں کے ڈھانچے نظر آرہے ہیں اور پورے علاقے میں تعفن پھیلا ہوا ہے۔ دیہاتی علاقوں میں اور تھر کے علاقوں میں کتے کے کاٹنے کی وجہ سے اور سانپوں کے کاٹنے کی وجہ سے بھی کافی لوگ مررہے ہیں۔ متاثرین کو ویکسین نہیں مل رہی۔ وائرل انفیکشن وبا کی طرح پھیلا ہوا ہے جس پر بظاہر کوئی کنٹرول ہوتا ہوا نظر نہیں آرہا۔ کہا جاتا ہے کہ دنیا کا 71 فیصد حصہ پانی پر مشتمل ہے۔ جس کا 95.9 فیصد سمندروں کا نمکین اور کھارا پانی ہے۔ بقیہ حصہ کا 2.5 فیصد قطبین پر برف کی شکل میں موجود ہے۔ باقی کا 7 فیصد زمین کی نمی اور زیرزمین موجود پانی کے ذخائر ہیں۔ اس طرح ایک فیصد سے بھی کم پانی براہ راست پینے اور استعمال کے لئے دستیاب ہے۔

پانی کے ذخائر تیزی سے کم ہورہے ہیں۔ ہیگ میں کچھ عرصہ پہلے پانی کے حوالہ سے منعقد ہونے والے اجلاس کی رپورٹ کے مطابق دنیا میں اس وقت تقریباً ایک ارب افراد پینے کے صاف پانی کی نعمت سے محروم ہیں۔ کرۂ ارض سے متعلق سربراہی اجلاس کے ایک جائزے کے مطابق 2025ء تک دنیا میں صاف پانی کی فراہمی تشویشناک حد تک کم ہوجائے گی اور دوتہائی آبادی کو پانی کی شدید قلت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ پانی کی قلت کے ساتھ ساتھ ساری دنیا میں ریگستانی علاقوں اور خشک اور بنجر زمین کے تناسب

میں اضافہ ہو رہا ہے۔ آج کل سندھ بالعموم اور تھر کا علاقہ بالخصوص خشک سالی کی اس خطرناک لہر اور پانی کی قلت کا شکار ہے۔

سرکاری سطح پر اگر فراہمی آب کے لئے سنجیدہ کوششیں نہ کی گئیں تو یہ نہ ہو کہ یہاں پر بھی ایتھوپیا والی صورتحال پیدا ہو جائے۔ قحط سالی کی وجہ سے صوبہ سندھ میں سب سے زیادہ نقصان ریگستانی پٹی میں ہوا ہے۔ ضلع دادو کا علاقہ کاچھو اور ہندوستان کی سرحد سے ملنے والا علاقہ تھر زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔ مملکت خداداد پاکستان میں صوبہ سندھ کے ساتھ ساتھ صوبہ بلوچستان بھی کافی متاثر ہوا ہے اور بلوچستان کے کافی علاقوں میں بھی بعینہ وہی صورتحال ہے جو سندھ کے علاقہ کاچھو یا تھر میں ہے۔ اس افسوسناک صورتحال میں اہل خیر حضرات کو اپنے بھائیوں کے تعاون کے لئے خصوصی توجہ کرنی چاہئے اور وہ لوگ جو اس آفت سے متاثر ہوئے ہیں' جن کے لوگ مرے ہیں' مویشی تباہ ہوئے ہیں' فصلیں برباد ہو گئی ہیں' جو لوگ نقل مکانی کر کے دیہاتوں سے شہروں کی طرف آتے ہیں اور بے یارو مددگار ہیں' جو وائرل انفیکشن اور دوسری وبائی بیماریوں کا شکار ہو گئے ہیں' ان کے ساتھ دل کھول کر تعاون کرنے کی ضرورت ہے۔

حکومت کی جانب سے متاثرین کے ساتھ جو تعاون کیا گیا ہے وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ لہٰذا اہل خیر حضرات کو چاہئے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ دل کھول کر تعاون کریں۔ جمعیت علماء اسلام اس سلسلہ میں اہل خیر حضرات کے ساتھ رہے گی اور مستحقین تک امداد پہنچانے کے لئے ان کی رہنمائی کرے گی۔ مالی تعاون کے ساتھ ساتھ تمام مسلمانوں سے خصوصی دعاؤں کے لئے بھی اپیل کی جاتی ہے کیونکہ یہ سب کچھ یقیناً ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ ☆☆

بقیہ حضرت میانویؒ

معلوم ہوا تو وہ معافی مانگنے کے لئے حاضر ہوا۔ حضرت نے فرمایا تمہاری ساری زندگی کی اللہ اللہ ایک طرف اور مولانا میانویؒ کی ایک تقریر جو انہوں نے انگریز سامراج کے خلاف کی دوسری طرف۔ فرمایا جو مولانا میانویؒ کی یہ باتیں برداشت کر سکتا ہے وہ رہے ورنہ چلا جائے۔ بہر حال اصاغر کے آئیڈیل اور اکابر کے محبوب تھے۔ عرصہ دراز تک بیمار رہ کر راہی ملک عدم ہوئے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

قادیانی جماعت جھڈو سندھ کے امیر کا خاندان سمیت قبول اسلام

شاہد مبشر گورایا (سابق قادیانی)

لولاک کے قارئین نے کئی ماہ قبل جھڈو قادیانی جماعت کے امیر کی خاندان سمیت قبول اسلام کی خبر پڑھی ہو گی۔ بحمدہ تعالیٰ پچھلے سفر پر انہوں نے ختم نبوت کانفرنس جھڈو میں نہ صرف شرکت کی بلکہ کانفرنس کے مقررین کے اعزاز میں عشائیہ کا بھی اہتمام کیا۔ اب ان کے بیٹے شاہد مبشر نے ذیل کی تحریر میں فتنہ قادیانیت سے متعلق اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے۔ ہم ان کی تحریر کو من و عن شائع کر رہے ہیں۔ مطالعہ فرمائیں:

ادارہ

ہمارا تعلق پنجاب ضلع شیخوپورہ تحصیل نارنگ منڈی پر اناپنڈ جیون گورایا سے ہے۔ چک نمبر 40 جنوبی سرگودھا میں بھی ہماری زمینیں تھیں۔

قادیانی جماعت میں شمولیت

میرے پڑدادا چوہدری غلام حیدر گورایا نے چک نمبر 40 جنوبی سرگودھا میں زمین خریدی تو اس کے تقریباً چار پانچ سال بعد قادیانی جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ علاقہ کے لوگ ان کی بڑی عزت کرتے تھے۔ قادیانیوں کو ایسے افراد کی ضرورت تھی۔ ان کی تین شادیاں تھیں۔ شروع شروع میں قادیانی ان کی دعوتیں کرتے اور پھر ایک دن قادیانیوں نے بیعت فارم پر ان سے دستخط کروالئے۔ جب یہ خبر انہوں نے اپنی بہن کو آکر سنائی جو حافظ قرآن تھیں۔ اس وقت لوگوں کو قادیانیت کے بارے میں اتنا علم نہیں تھا۔ اس

بات کا علم تو علماء کرام کی محنتوں سے ہوا ہے۔ ورنہ قادیانی گروہ کا فتنہ نجانے کہاں سے کہاں تک پہنچ جاتا۔ لیکن اس وقت بھی ان کی بہن نے ان سے قطع تعلق کر لیا۔

جھڈو میں قادیانی جماعت کا قیام

جھڈو شہر میں پہلے قادیانیوں کی کوئی جماعت نہیں تھی۔ میرے ابا نوکوٹ کی جماعت کے ساتھ تعلق رکھتے تھے۔ پھر صغیر کالونی وارڈ نمبر 7 میں چار گھر آباد ہوئے۔ جن میں ایک آرائیں تھا اور دوسرے میں چچا۔ تھوڑے ماہ بعد میرے ماموں نے بھی گھر خرید لیا۔ جہاں جماعت قائم ہوئی۔ ڈش انٹینا لگا اور پھر والد صدر جماعت جھڈو منتخب ہوئے۔ قادیانیوں کے جلسوں میں شرکت کرنے لگے۔ یہ لوگ نعرے مارتے تھے کہ مرزا غلام احمد کی جے ہو۔ مجھے اچھا نہ لگتا۔ میں کہتا کہ یہ لوگ احمدی ہیں یا ہندو۔ گھر میں بھی اس بات پر آکر لڑتا۔ صدر جماعت کا بیٹا ہونے کی وجہ سے قادیانی لوگ میری بڑی عزت کرتے۔ ڈاکٹر عبدالمنان قادیانی مجھے اپنا دوست کہتا اور میرا بڑا خیال رکھتا۔ اس کی ایک گاڑی تھی جس پر موبائل ڈسپنسری لکھا ہوا تھا۔ وہ تبلیغ کے لئے اسے استعمال کرتا۔ کولہی، بھیل، میگھواڑ (ہندو) یا دین سے ناواقف مسلمان اس کا ٹارگٹ ہوتے۔ ہندو قرآنی آیات جو بیعت فارم پر لکھی ہوئی ہے اس کی بے حرمتی کرتے۔ وہ فارم انہیں دیتا۔ وہ اس پر دستخط کرتے چاہے وہ قادیانی بنیں یا نہ بنیں۔ یہ فارم لندن اپنے آقاؤں کو بھیجتا۔ جہاں جاکر یہ رونا روتے کہ ہم پاکستان میں اتنے قادیانی رہتے ہیں۔ ہمارے ساتھ بڑا ظلم ہو رہا ہے۔ جعلی دستخط کرکے فارم بھیجنا، دسروں سے جھوٹ بولنا تو الگ۔ اپنی جماعت والوں سے بھی جھوٹ بولنا۔ مجھے بالکل اچھا نہ لگتا۔ یہ بات والد صاحب کو بھی ناگوار گزرتی۔ جس کی وجہ سے والد صاحب کی قادیانی جماعت سے لڑائی ہوگئی۔ نفیس نگر کے قریب قادیانیوں نے مسلمانوں کی مسجد شہید کی۔ جس میں قرآن مجید شہید کئے۔ کیا اس حقیقت کا مرزا طاہر قادیانی کو علم نہیں۔ وہ سچ کو سچ اور جھوٹ جھوٹ کو کیوں نہیں کہتا۔ اصلی کردار اللہ رکھیو کو کیوں نہیں پکڑواتا۔

پھڑ	نقطہ	چھوڑ	حساباں	نوں
چھڈ	دوزخ	گور		عذاباں نوں
کر ہند	کفر	دیاں	باباں	نوں
کر	صاف	دلاں	دیاں	خاناں نوں

گل ایسے گھر وچ ڈھکدی اے

اک نقطے وچ گل مکدی اے

اتنے عرصے ہم لوگ قادیانی جماعت میں شامل تھے قادیانیوں نے اصل کتاب مرزا غلام احمد قادیانی کی کبھی نہیں دی۔ سوائے پمفلٹ در ثمین کے۔ کافی قادیانیوں کو حقیقت کا علم ہو گیا ہے۔ ان کا مسلمان ہونے کو جی چاہتا ہے مگر کچھ لالچ کی وجہ سے' رشتہ داروں کی وجہ سے' جو کہ نزدیکی ہیں ان کو چھوڑنا مشکل اور قربانی دینا انہیں مشکل نظر آتا ہے۔

قادیانی نوجوانو !

ساری الاٹمنٹیں مرزا غلام احمد قادیانی کے خاندان والوں کو کیوں ملیں۔ انہیں کارخانے کیوں ملے۔ کیا دوسرے یا مقامی لوگوں کا حق نہیں ہے۔ نصرت آباد فارم' محمود آباد فارم' ناصر آباد فارم وغیرہ وغیرہ عیش و عشرت کی زندگی مرزا غلام احمد قادیانی کے خاندان والے گزار رہے ہیں۔ یہ سب کچھ چندوں کی مہربانی ہے۔ بیس ہزار سے بھی زائد سالانہ چندہ ہر سال جھڈو جماعت کی طرف سے جاتا۔ یہ سب انگریزوں کی چال ہے۔ ذرا سوچیں کہ انگریزوں کو خبر تھی کہ پنجابی قوم نڈر ہے۔ اس وجہ سے پنجاب سے قادیانی جماعت کا پودا اگایا۔ جیسے سندھ میں کھوسہ' مڈرانی' بلوچ' لغاری' رند' چانڈیو وغیرہ جیسی قوموں پر نظر ہے۔ میرے جٹ قوم والے بھائی ہی سوچ لیں کہ قادیانی تمہیں پاگل بنا رہے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ :

"محمد کا وجود گویا میرا (مرزا غلام احمد قادیانی) کا ہی وجود ہے۔"

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو ظل بتاتا ہے۔ قادیانی اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ جھوٹا نبی ہلاک کیا جاتا ہے۔ ہمارا مرزا غلام احمد قادیانی قتل نہیں ہوا۔ گویا اس سے ظاہر ہوا کہ یہ لوگ (قادیانی) نبی مانتے ہیں۔ اس کی موت نہیں دیکھتے کہ خدا تعالیٰ نے اسے کیسی سزا دی۔ کہ ہیضہ کی حالت میں قے اور پاخانہ کرنے کی حالت میں اس کی موت واقع ہوئی۔ کیا یہ مرزا غلام احمد قادیانی کے نبی ہونے کی دلیل ہے ؟۔

قادیانیو۔ غور کرو اور مسلمان ہو جاؤ!!!

جماعتی سرگرمیاں!!!

اسلام آباد میں رد قادیانیت کورس اور قرآن حکیم کے درس

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ حکومت برطانیہ کا خود کاشتہ پودا قادیانیت عالم اسلام کے لئے ایک ناسور ہے۔ جس کا مقصد اسلام سے غداری‘ عالم اسلام سے دشمنی‘ مسئلہ جہاد کو ختم کرنا‘ امت مسلمہ کو محمد عربی ﷺ کے دامن اقدس سے علیحدہ کر کے کذاب مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کے ناپاک و نجس دامن سے وابستہ کرنا اور ان کو جہنم کا ایندھن بنانا۔ پاکستان کی سالمیت کے خلاف مختلف مذہبی طبقوں میں افتراق وانتشار پیدا کر کے مرزائیت کے گرو گھنٹال مرزا محمود کے ناپاک عزائم پاکستان کو اکھنڈ بھارت کے منصوبے کی تکمیل کر کے مسلمانوں کو ہندوؤں کی غلامی میں دینا وغیرہ کی خاطر مرزائی سرگرم عمل ہیں۔ اہل اسلام کے ایمان کے تحفظ کے لئے اور ان ایمان کے ڈاکوؤں قادیانیوں سے بچانے کی خاطر پاک وہند کے علماء اور غیور مسلمانوں نے قادیانی گروہ کے ارتدادی جدوجہد کا ڈٹ کر مقابلہ کر کے ہر میدان میں مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت کی وہ درگت بنائی کہ مرزائی میدان چھوڑ کر برطانیہ کی آغوش میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ شمع ختم نبوت کے پروانوں نے تقریری اور تحریری محاذ پر اس قدر کام کیا کہ تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ ملک اور بیرون ملک قادیانیت کی ارتدادی سرگرمیوں کے مقابل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کام کر رہی ہے۔ حالات کا تقاضا ہے کہ مرزائیت کے مقابلہ میں ہر مکتبہ فکر کا مسلمان جہاں بھی ہے وہ اپنی اپنی جگہ اور اپنے اپنے مقام کے مطابق ختم نبوت کا مبلغ بن کر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کام کرے۔ اسی سلسلہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد نے رد قادیانیت کے لئے تربیتی کورس کا اہتمام کر کے مرکزی مجلس کے مناظر حضرت مولانا خدا بخش صاحب کو تربیتی کورس میں لیکچر دینے کے لئے خصوصی طور پر دعوت دی۔ الحمدللہ کورس میں کافی تعداد میں علماء اور طلباء نے شرکت کی۔ مولانا نے علماء اور مفسرین کے ارشادات اور ان کی تحریروں کے ذریعہ شرکاء کو حوالے نوٹ کرائے۔

مولانا نے مختلف حوالوں سے دلائل دے کر ختم نبوت پر بحث کی اور منکرین ختم نبوت کے ایک ایک اعتراض کو رد کرتے ہوئے شرکائے کورس کو متوجہ کیا۔ مولانا نے تمام شرکائے کورس سے اپیل کی کہ آپ سب رد قادیانیت کے متعلق بھرپور طریقہ سے جدوجہد کر کے حضور ﷺ کے ذاتی محافظ کی صورت اختیار کر کے شفاعت محمدی ﷺ کا اپنے آپ کو مستحق بنائیں۔ اس سلسلہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر مرکزیہ اور اس کی تمام ذیلی شاخیں آپ سے ہر قسم کا مکمل تعاون کریں گی۔ رد قادیانیت کورس کے سلسلہ میں مولانا خدا بخش کے اسلام آباد قیام کے دوران زیادہ سے زیادہ استفادہ حاصل کرنے کی غرض سے اسلام آباد کی مختلف مرکزی مساجد میں درسوں کا اہتمام کیا۔ ختم نبوت ایجوکیشنل سوسائٹی' اسلام آباد کی مشہور دینی درس گاہ جامعہ محمدیہ جہاں مولانا روزانہ عصر سے قبل درجہ ثانیہ سے لے کر مشکوٰۃ تک کے طلباء کو فتنہ قادیانیت سے متعلق لیکچر دیتے۔ اسلام آباد چک شہزاد کی مرکزی مسجد میں مولانا کے بیانات ہوئے۔ ان تمام پروگراموں میں مولانا قاری محمد افضل' مولانا عبدالرزاق' قاضی رضوان احمد' مفتی محمد خالد میر' مولانا محمود الحسن اور دیگر حضرات نے بہت تعاون فرمایا۔ اللہ پاک ان تمام حضرات کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔

ختم نبوت کانفرنس حافظ آباد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حافظ آباد کے زیر اہتمام حضرت لدھیانویؒ کی یاد میں شہید ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت حضرت مولانا محمد الطاف نے فرمائی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب محمد رشید اختر نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس سے حضرت مولانا اللہ وسایا' حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی' حضرت مولانا ضیاء الدین آزاد' مولانا حافظ محمد ثاقب' مولانا فقیر اللہ اختر اور حافظ عبدالوہاب جالندھری نے خطاب کیا۔ مقررین نے اپنے خطاب میں حضرت لدھیانویؒ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ حضرت لدھیانویؒ کی ختم نبوت کے سلسلہ میں خدمات کو ہمیشہ ہمیشہ یاد رکھا جائے۔ آخر میں انہوں نے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ قاتلوں کو گرفتار کیا جائے اور انہیں قرار واقعی سزا دی جائے۔

ختم نبوت کانفرنس بدوملہی

مرکزی جامع مسجد شفاء مین بازار بدوملہی میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت

دورہ پر پشاور تشریف لائے۔ نماز ظہر کے بعد پہلا پروگرام جامعہ تحسین القرآن نوشہرہ میں ہوا۔ جس میں علماء کرام‘ طلباء اور قرب وجوار کے مسلمانوں کی کثیر تعداد نے شرکت فرمائی۔ مولانا کے علاوہ مفتی شہاب الدین پوپلزئی امیر مجلس پشاور کا خطاب بھی ہوا۔ دوسرا پروگرام بعد نماز عصر جامع مسجد بھٹ گنج مردان میں ہوا۔ علماء کرام اور مسلمانوں سے مسجد کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ حضرت مولانا اللہ وسایا اور مولانا اکرام اللہ جان نے خطاب فرمایا۔ بعد میں فدایان ختم نبوت نے مولانا کے اعزاز میں عصرانہ دیا۔ تیسرا پروگرام انجمن تبلیغ قرآن وسنت کے زیر اہتمام جلسہ سیرت النبی ﷺ جہانگیر پورہ چوک میں ہوا۔ جس میں مولانا عبدالروف چشتی‘ مولانا محمد امجد خان اور مولانا اللہ وسایا صاحب نے خطاب فرمایا۔ یہ جلسہ عام رات ایک بجے تک جاری رہا۔ چوتھا پروگرام دوسرے روز نماز ظہر کے بعد مردان میں جامع مسجد کسئی پاکستان چوک میں ہوا۔ مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی اور مولانا اللہ وسایا صاحب نے خطاب فرمایا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض حافظ مولانا محمد اسماعیل نے سرانجام دیئے۔ بعد میں حاجی عمر رحمٰن نے مولانا کے اعزاز میں پر تکلف ظہرانہ دیا۔ پانچواں مولانا اللہ وسایا صاحب کا ایمان افروز خطاب جامع مسجد مولانا فضل حق ” صدیق اکبر چوک ہشت نگری پشاور میں بعد از نماز مغرب ہوا۔ مولانا کے اس دوروزہ تبلیغی دورے کا چھٹا اور آخری خطاب چوک ناصر خان پشاور میں انجمن تبلیغ قرآن وسنت کے اجلاس سیرت النبی ﷺ میں بعد از نماز عشاء ہوا۔ جلسہ گاہ میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب ارشادالحق مدنی نے ادا کئے۔ حضرت مولانا اللہ وسایا اور دیگر مقررین نے اس دورہ کے دوروزہ اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے موثر انداز میں عقیدہ ختم نبوت کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ اسلام کا بنیادی اور اساسی عقیدہ ہے۔ قرآن وحدیث اور اسلام کا یہ حتمی فیصلہ ہے کہ خاتم النبیین ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا اور جو بھی دعویٰ نبوت کرے گا وہ کذاب دجال ہوگا اور اس کے جملہ پیروکار دائرہ اسلام سے خارج اور مرتدین میں شامل ہوں گے اور جو کذاب مدعی نبوت اور اس کے ماننے والوں کے کفر میں شک کرے وہ بھی مرتد ہو کر دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ ان مرتدین سے ربط وضبط رکھنا حرام ہے۔ مولانا نے شہید ناموس رسالت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے سانحہ شہادت کو ملت اسلامیہ کے لئے عظیم اور ناقابل تلافی نقصان قرار دیتے ہوئے قاتلوں کو بے نقاب اور گرفتار کرنے کا پرزور الفاظ میں مطالبہ کیا۔

حضرت مولانا قاری دین محمد ثاقب نے فرمائی۔ کانفرنس سے حضرت مولانا اللہ وسایا‘ اہل حدیث رہنماء چوہدری نصیر احمد خطیب نارووال‘ قاری محمد شفیق ربانی‘ مولانا ماسٹر بشیر احمد ملمی‘ مولانا محمد الیاس‘ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر اور پاکستان شریعت کونسل کے جنرل سیکرٹری مولانا زاہد الراشدی نے خطاب کیا۔ قصبہ بدوملہی کا علاقہ انڈیا بارڈر کے قریب ہے۔ یہاں پر مرزائیت کے اثرات بہت زیادہ ہیں۔ بدوملہی علاقہ کے بااثر لوگوں کی ہمدردیاں بھی قادیانیوں کے ساتھ ہیں۔ جس کی وجہ سے مرزائی اکڑے ہوئے ہیں لیکن الحمدللہ مبلغ ختم نبوت مولانا فقیر اللہ اختر‘ مولانا رشید احمد ملہی اور قاری دین محمد ثاقب کی کاوشوں سے اب علاقہ کی فضا تبدیل ہو رہی ہے۔

ختم نبوت کانفرنس بکھو بھٹی

بکھو بھٹی ضلع سیالکوٹ کی مرکزی مسجد میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی‘ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر‘ مولانا بشیر احمد قاسمی‘ مولانا قاری محمد شفیق‘ مولانا افتخار اللہ شاکر‘ مولانا صالح محمد عثمانی اور مولانا محمد انور انصر نے خطاب کیا۔ مقررین نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ کانفرنس حاضری کے لحاظ سے بہت کامیاب رہی۔

نارووال کے قصبہ ڈیریانوالہ میں قادیانی غنڈوں کی فائرنگ

ضلع نارووال کے قصبہ ڈیریانوالہ کی جامع مسجد بلال میں ختم نبوت کانفرنس سے مرکزی مبلغ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی‘ مولانا فقیر اللہ اختر اور مولانا بشیر احمد قاسمی نے خطاب کیا۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے جب اپنے خطاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کی ہفوات لوگوں کو بتانا شروع کیں تو چند قادیانی غنڈوں نے کانفرنس کو سبوتاژ کرنے کے لئے فائرنگ شروع کر دی۔ جس پر مسلمان مشتعل ہو گئے۔ انتظامیہ میں ہلچل مچ گئی۔ انتظامیہ نے فوراً قادیانی غنڈہ گردی کا نوٹس لیا جس پر قادیانی غنڈے فرار ہو گئے۔

مولانا اللہ وسایا صاحب کا تبلیغی دورہ پشاور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مناظر اسلام حضرت مولانا اللہ وسایا دو روزہ تبلیغی

تعزیتی اجتماع و قرآن خوانی

جامع مسجد قاسم علی خان قصہ خوانی میں ایک تعزیتی جلسہ امیر مجلس پشاور مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں قاری بخت اللہ خان کی تلاوت اور منظوم خراج عقیدت کے بعد مولانا وارث خان تنظیم اسلامی' مولانا ارشاد الحق مدنی انجمن تبلیغ قرآن و سنت' مولانا محمد درویش' مولانا فضل احمد سپاہ صحابہ' مولانا قاری مظفر اللہ اتحاد العلماء' مولانا عبدالرؤف' عبدالجلیل خان' شاہد نور' مولانا ذوالفقار' نوشیروان خان' پروفیسر محمد اسماعیل' مولانا محمد علی غازی' مولانا حافظ حسین احمد' مولانا محمد زرین' مولانا سید امام شاہ' مولانا نورالحق نور' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام مقررین نے اپنے اپنے انداز میں شہید ناموس رسالت کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ بعد ازاں دارالقراء جامع مسجد نمک منڈی پشاور میں قرآن خوانی کی گئی اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے لئے بلندی درجات کی دعا کی گئی۔

تعزیتی اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی المناک شہادت پر جامع مسجد اقصیٰ و مدرسہ فاروق اعظم پنہور کالونی سٹیلائٹ ٹاؤن میر پور خاص میں ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں مولانا مفتی منیر احمد طارق نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مولانا لدھیانویؒ کی حیثیت عالم اسلام میں ایک سائبان کی حیثیت رکھتی تھی۔ انہوں نے کہا کہ مولانا لدھیانویؒ کو قتل کرنے کا مقصد یہ تھا کہ لوگ عقیدہ ختم نبوت اور توہین رسالت قوانین کے تحفظ کے مشن سے ہٹ جائیں۔ لیکن مسلمان یہ بات واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ جس طرح 1953ء میں ہزاروں مسلمانوں نے جان کی قربانی پیش کی تھی۔ اب اس سے زیادہ قربانی دینے کا جذبہ رکھتے ہیں۔ اس لئے حکومت اس وقت سے قبل ہی علماء کرام کے تحفظ کا احساس کرتے ہوئے حضرت لدھیانویؒ کے قاتلوں کو گرفتار کر کے سر عام سزا دے۔ اجلاس میں مولانا محمد یاسین' مولانا عبدالغفار' مولانا محمد یوسف کھوکھر' مولانا احتشام الحق نے شرکت کی۔

شہید ختم نبوت کانفرنس چیچہ وطنی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چیچہ وطنی کے زیر اہتمام شہید ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں مقررین نے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ شہید کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ شہید کی ختم نبوت کے محاذ پر خدمات کو رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔ آخر میں شرکائے کانفرنس سے درج ذیل قرار دادیں منظور کرائی گئیں :

قرار دادیں :

☆...... یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ حضرت لدھیانویؒ کے قاتلوں کو گرفتار کر کے اس واقعہ کے پس پردہ حقائق سامنے لا کر مجرموں کو عبرتناک سزا دی جائے۔

☆...... یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملک میں امتناع قادیانیت آرڈیننس پر عمل درآمد کرلیا جائے۔

☆...... یہ اجتماع 12 ربیع الاول کو چناب نگر میں قادیانیوں اور انتظامیہ کی ملی بھگت سے مسلمانوں کے جلوس میں قتل وغارت کی منصوبہ بندی کی شدید مذمت کرتا ہے اور چناب نگر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور مجلس احرار اسلام کے بورڈ اتارنے کی شدید مذمت کرتا ہے اور اس واقعہ کے ذمہ دار قادیانی نواز مجسٹریٹ خالد محمود ہیلا اور ایس ایچ او اعجاز مسعود کے خلاف کارروائی اور ان کو تبدیل کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔

☆...... یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ غیر ملکی امداد پر چلنے والی این جی اوز پر مکمل پابندی لگائی جائے اور نئی این جی اوز پر پابندی ختم نہ کی جائے۔ اگر دینی جماعتوں کے اس مطالبہ پر عمل ہو جائے تو ملک میں دہشت گردی' فرقہ واریت اور امن وامان کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

☆...... یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ ساہیوال شہر میں مشن ہسپتال اور انسانی حقوق کی آڑ میں سید علمدار شاہ عیسائیت' یہودیت اور قادیانیت کی تبلیغ میں سرگرم ہے اور دینی قوتوں کے خلاف پراسرار سرگرمیوں کے یہ اڈے بن چکے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں کوئی بڑا سانحہ رونما ہو سکتا ہے۔ مذہبی رہنماؤں نے متعدد بار ضلعی انتظامیہ کی توجہ اس طرف دلائی ہے لیکن ضلعی انتظامیہ خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔ اس پر فوری توجہ دی جائے۔

☆...... یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ چیچہ وطنی کے نواحی گاؤں 37/12/L میں ساہیوال کے ڈاکٹر داؤد قادیانی اور دیگر قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا نوٹس لیا جائے اور 37/12/L کے قادیانیوں کے خلاف 298B اور 298C کے تحت مقدمہ درج کیا جائے۔

☆......یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ چک 55/12/L رڑی میں قادیانی اپنی عبادت گاہ کی شکل مسجد کی طرز پر تعمیر کر رہے ہیں۔ اس کو روکا جائے۔ ورنہ ختم نبوت کے کارکن خود کارروائی کرنے پر مجبور ہوں گے۔

☆......یہ اجتماع جنرل پرویز مشرف سے مطالبہ کرتا ہے کہ اتوار کی بجائے جمعہ کی چھٹی بحال کی جائے اور اسلامی دفعات بالخصوص عقیدہ ختم نبوت سے متعلق دفعات کو عبوری آئین میں شامل کیا جائے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اوکاڑہ و قصور کی سرگرمیاں

گذشتہ دنوں دفتر جمعیت علماء اسلام اوکاڑہ میں مرکزی مبلغ مولانا بشیر احمد کی صدارت میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی شہادت پر علماء کرام اور کارکنوں کا تعزیتی اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں مولانا حبیب الرحمٰن، قاری محمد الیاس، مولانا طارق مدنی، مولانا محمد اسحٰق، ماسٹر نور احمد چشتی، قاری محمد اشرف، حافظ محمد طفیل، قاری نوید فاروقی، مولانا مفتی غلام مصطفیٰ، قاری محمد طارق، نسیم الصباح، مولانا عبدالرزاق مجاہد نے شرکت کی۔ اسی طرح قصور میں بھی ایک احتجاجی جلسہ منعقد ہوا جس میں قاری محمد حبیب اللہ، حاجی اللہ دتہ مجاہد، قاری محمد یحییٰ شاہ ہمدانی، مولانا عبدالرزاق، مولانا بشیر احمد کے علاوہ علماء کرام اور کارکنوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ بعد ازاں علاقہ مومیانوالہ میں قادیانی سازش ناکام کرنے پر غیور مسلمانوں کا شکریہ ادا کیا گیا۔ قادیانی سازش کو ناکام بنانے میں چوہدری ظفر اقبال، محمد نعیم، عبدالرشید اور غلام مصطفیٰ پیش پیش رہے۔

مولانا غلام مصطفیٰ کا تبلیغی دورہ چنیوٹ و گردونواح

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں حضرت مولانا اللہ وسایا اور حضرت مولانا خدا بخش نے مولانا غلام مصطفیٰ کے ساتھ چناب نگر، چنیوٹ اور گردونواح جامع مسجد چک نمبر 45 جنوبی سرگودھا، جامع مسجد امیر معاویہ لالیاں، جامع مسجد حذیفہ چنیوٹ، جامع مسجد چاہ مخدوماں میں حضرت مولانا اللہ وسایا، حضرت مولانا خدا بخش، حضرت مولانا عبدالوارث، حضرت مولانا غلام مصطفیٰ، حضرت مولانا محمد علی، حضرت مولانا فیض نذیر نے خطاب فرمایا۔ بعد ازاں جامع مسجد محمدیہ چناب نگر میں سیرت النبی ﷺ کانفرنس بھی منعقد کی گئی۔ جس میں ان علماء نے خطاب فرمایا۔

ختم نبوت کورسز

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین کے فیصلہ کے مطابق مندرجہ ذیل مقامات پر ختم نبوت کورسز ہوں گے۔ جن میں سامعین کو عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت ' رفع ونزول مسیح علیہ السلام 'کذب مرزا پر لیکچرز ہوں گے اور سوال وجواب کی نشستیں ہوں گی۔

27-28-29 ربیع الثانی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان

12-13-14-15 جمادی الاولیٰ دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت غلہ منڈی بہاول پور

20-21 جمادی الاولیٰ دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اندرون سیالکوٹی گیٹ گوجرانوالہ

5-6-7 جمادی الثانی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راولپنڈی

وقت اور مقام کے سلسلہ میں کورس میں شرکت کے خواہش مند حضرات مقامی دفاتر سے رجوع فرمائیں۔

اساتذہ کورس:

☆......شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا

☆......مناظر ختم نبوت حضرت مولانا خدا بخش

☆......مجاہد ختم نبوت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

فون نمبرز: اسلام آباد: 829186 راولپنڈی: 551675

رحیم یار خان: 70418 بہاول پور: 876120

گوجرانوالہ: 215663

الداعی الخیر: ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

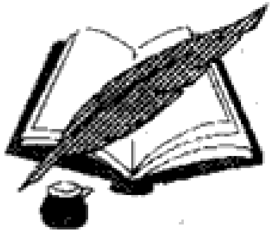

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے۔ (ادارہ)

نام کتاب : خطبات حکیم الاسلام جلد نمبر 11

مصنف : حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ

مرتبہ : قاری محمد ادریس ہوشیارپوری

ناشر : کتب خانہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

صفحات : 408

قیمت : 120/=

حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں۔ آپ بیک وقت مدرس، مہتمم، مربی اور عظیم الشان مبلغ تھے۔ اللہ پاک نے آپ کو تقریر و تحریر میں یکساں صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ آپ کی تقریریں بڑی مدلل، حکیمانہ و فلسفیانہ، منظم اور مرتب ہوتی تھیں اور ان میں ایک مخصوص ربط اور تسلسل پایا جاتا تھا۔ مولانا قاری محمد ادریس ہوشیاپوری پوری امت کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے حضرت قاری صاحبؒ کی تقاریر کی ترتیب کا بیڑا اٹھایا ہے۔ زیر نظر گیارھویں جلد ہے۔ جس میں تین خطبات شامل ہیں۔ فلسفہ نماز، تفسیر سورۃ ملک، افادات علم و حکمت۔ حجۃ القراء حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحبؒ کے مکتوب گرامی، حضرت مولانا محمد شفیع صاحب مدرس دارالعلوم کراچی کی دعوات و پیش لفظ نے خطبات و مرتب خطبات کی عظمت کو چار چاند لگادیئے ہیں۔ عالم ربانی، مفتی اعظم، محدث، استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحبؒ سابق صدر مفتی جامعہ خیر المدارس و قاسم العلوم ملتان کے فرزندار جمند برادر محترم حافظ محمد بلال صاحب کو اللہ پاک دینی و دنیوی ترقیوں سے سرفراز فرمائے کہ انہوں نے عمدہ کتابت کے ساتھ کتاب کو شائع کیا ہے۔ یہ کتاب مقررین، مبلغین، خطباء اور اہل علم حضرات کے لئے عظیم تحفہ اور ہر خطیب کی ضرورت ہے۔ اُن خطبات کا مطالعہ فرمائیں اور امت کو مستفید فرمائیں۔

نام کتاب : معلم کی شخصیت و کردار

مصنف : ڈاکٹر حافظ عبدالرحیم استاذ شعبہ عربی بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان

ملنے کا پتہ : کتب خانہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

صفحات : 194

قیمت : 60/=

اس کتاب میں معلم کی شخصیت و کردار اور اس کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں سیر حاصل بحث کی گئی ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ معلم کا بڑا مقام و مرتبہ ہوتا ہے کیونکہ خود سرور کائنات ﷺ انسانیت کی حیثیت سے تشریف لائے۔ نیز اس میں نبی کریم ﷺ کے طریق ہائے تدریس معلم کی اعلیٰ خصوصیات' اس کا معیار' اہلیت و صلاحیت پر زیادہ توجہ دی گئی ہے۔ آخر میں زیر تربیت اساتذہ کرام خصوصاً عربی اساتذہ کی راہنمائی کے لئے اور اردو اور عربی دونوں زبانوں میں سبق کی تیاری کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ سبقی اشارات اور ماڈل سبق بھی تیار کر کے پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب زیر تربیت اساتذہ اے ٹی' ٹی سی' بی ایڈ اور او ٹی کورسز کے علاوہ ایم اے ایجوکیشن کے طلباء کے لئے مفید ثابت ہو گی۔ آج ہی خریدیں۔

بقیہ چند یادیں

بچے کے بارے میں بتلایا گیا کہ اس نے حضرت والا کے قریب کھڑے ہو کر کسی دوسرے بچے کو گالی دی۔ حضرت اقدسؒ نے غصہ میں اس کے ایک ہلکا سا تماچہ مارا اور فرمایا کہ گالی نہیں دیا کرتے۔ بچہ روتا ہوا اپنی ماں کے پاس چلا گیا۔ حضرت اقدسؒ نے 50 روپے کی آئس کریم منگوائی اور بچے کو دیدی اور اس سے خوب پیار کیا۔

حضرت شہیدؒ کے اخلاص و عادات ظاہری و کمالات کے بارے جتنا بھی لکھا جائے کم ہے۔ بظاہر بہت نحیف و خفیف تھے۔ لیکن روحانی و جسمانی پاکیزگی اور نفاست کا مجسمہ تھے۔ حق تعالیٰ شانہ ان کو اپنی رحمت و رضوان کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز فرمائیں۔ صاحبزادہ محمد سعید' صاحبزادہ حافظ عتیق الرحمٰن' صاحبزادہ مولانا محمد طیب' صاحبزادہ مولانا محمد یحییٰ کو شہیدؒ کا صحیح جانشین بنائیں اور ان آثار قیم کو قائم و دائم فرمائیں۔ آمین ثم آمین !!!

تبرکات اکابر

شیخ المشائخ حضرت قبلہ سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام برطانیہ میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے لئے آپ برطانیہ تشریف لے گئے۔ کانفرنس سے قبل اس کی تیاری و دعوت کے لئے پورے برطانیہ میں ذیلی کانفرنسوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ رادھرم میں جمعیت علماء برطانیہ کے سیکرٹری جنرل مولانا مفتی محمد اسلم صاحب کے ہاں اس سلسلہ میں ایک اجتماع تھا۔ اس میں شرکت کے لئے آپ نے زحمت فرمائی۔ مسجد کے ساتھ ملحقہ مہمان خانہ میں آپ نے قلم اٹھایا اور ایک کاغذ کے ٹکڑا پر یہ اشعار تحریر فرما کر فقیر کے سپرد کئے۔ قارئین کی ضیافت کے لئے پیش خدمت ہیں:

حُبُّ الوطنِ مِنَ الایمان

برطانیہ اچھا نہ فرنگی بہتر
لندن سے کراچی کا کورنگی بہتر
واللہ! میں رکھتا ہوں یقیں اس پہ نفیس
گورے سے بُرے مُلک کا بھنگی بہتر

۶/اگست ۱۹۹۷ء
رادھرم (برطانیہ)

دینی معلومات

مولانا محمد طیب فاروقی

سوال..... آنحضرت ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں کتنی مرتبہ دیکھا اور کس کس وقت دیکھا؟۔

جواب..... حضور ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بصورت اصلی پوری زندگی میں صرف چار مرتبہ دیکھا۔ ایک اس وقت جب کہ آپ ﷺ غار حرا میں موجود تھے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے تو حضور ﷺ نے فرمایا۔ اے جبرائیل! مجھ کو اپنی اصلی شکل دکھلاؤ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اصل شکل دکھلادی۔ دوسرے معراج میں یعنی سدرۃ المنتہیٰ پر۔ تیسرے مکہ کے مقام جیاد پر اور یہ واقعہ زمانہ نبوت کے قریب پیش آیا۔ چوتھے اس وقت جب کہ آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ نے آپ ﷺ سے عرض کیا تھا کہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ اول تو حضور ﷺ نے منع کیا کہ تم نہ دیکھ سکو گے۔ انہوں نے عرض کیا آپ دکھادیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھ گئے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کعبہ پر اترے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نگاہ اٹھاؤ۔ انہوں نے نگاہ اٹھاکر دیکھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کا جسم مانند زبرجد احضر یعنی زمرد سبز چمکتے ہوئے کے تھا۔ حضرت حمزہؓ تاب نہ لاکر غش کھاکر گر گئے۔

سوال..... حضور اکرم ﷺ کی کنیت ابوابراہیم کس نے رکھی؟۔

جواب..... حضور اکرم ﷺ کا آخری زمانہ تھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور یہ کہہ کر آواز دی: ''یا ابا ابراہیم'' جس سے آپ کی کنیت ابوابراہیم ہوگئی۔

سوال..... حضور ﷺ کے مونڈھوں کے درمیان مہر نبوت لگانے والے کون ہیں اور مہر نبوت پر کیا لکھا ہوا تھا؟۔

جواب..... جنت کے دربان رضوان نے آپ ﷺ کے مونڈھوں کے درمیان مہر نبوت لگائی تھی اور آپ ﷺ کی مہر نبوت پر لکھا ہوا تھا: ''سر فانت منصور'' اور بعض نے کہا ہے کہ اس پر لکھا ہوا تھا: ''محمد رسول اللہ'' (خصائل نبویؐ ص16 شرف المکالمہ ص20)

شہید ختم نبوت! مجاہد اسلام

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی یاد میں

قبائے نور سے سج کر، لہو سے باوضو ہو کر
وہ پہنچے بارگاہ حق میں کتنے سرخرو ہو کر

فرشتے آسماں سے ان کے استقبال کو اترے
چلے ان کے جلو میں باادب، باآبرو ہو کر

جہان رنگ وبو سے ماورا ہے منزل جاناں
وہ گزرے اس جہاں سے بے نیاز رنگ وبو ہو کر

جہاد فی سبیل اللہ نصب العین تھا ان کا
شہادت کو ترستے تھے سراپا آرزو ہو کر

مجاہد سرکٹانے کے لئے بے چین رہتا ہے
کہ سر افراز ہوتا ہے وہ خنجر درگلو ہو کر

زمین وآسماں ایسے ہی جانبازوں پہ روتے ہیں
سحاب غم برستا ہے شہیدوں کا لہو ہو کر

نفیس ان عاشقان پاک طینت کی حیات وموت
رہے گی نقش دہر اسلامیوں کی آبرو ہو کر

نتیجہ فکر: سید نفیس شاہ صاحب الحسینی مدظلہ
نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

پیش کار:
حضرت مولانا فقیر اللہ اختر

تاریخ تحفظ ختم نبوت سیریز 3

جنہیں ختمِ نبوّت سے عشق تھا!

ترتیب و تدوین
محمد طاہر رزاق

وہ عظیم لوگ!

☆ جن کا جینا مرنا ختم نبوت کے لئے تھا۔

☆ جو ساری زندگی سارقانِ ختم نبوت پر شاہین بن کر جھپٹتے رہے

☆ جنہوں نے اپنی کڑیل جوانی کا خون دے کر چراغ ختم نبوت کو روشن رکھا۔

☆ جنہوں نے اپنی لاشوں کا بند باندھ کر مسلمانوں کی نوخیز نسل کو دریائے ارتداد میں ڈوبنے سے بچا لیا۔

☆ جنہوں نے عمرِ عزیز کی جوانی کی بہاریں جیل کی کال کوٹھڑیوں میں گزار دیں۔

☆ جن کے دست وبازو تو قلم ہو گئے۔ لیکن انہوں نے پرچم ختم نبوت کو گرنے نہ دیا۔

☆ جنہوں نے کالی سڑکوں پر اپنے خون سے ختم نبوت، زندہ باد رقم کیا۔

☆ جنہوں نے جابر حکمرانوں کے ایوانوں میں ”لا نبی بعدی“ کے نعرے بلند کیے

☆ جنہوں نے قادیانی کافروں کو پاکستانی پارلیمنٹ کے ذریعے بھی کافر قرار دلوایا۔

☆ جو قادیان اور ربوہ میں زلزلے بپا کرتے رہے۔

پڑھیں......اور قادیانیت کے خلاف جہاد کریں۔

کیونکہ......شفاعت محمدی کے آپ بھی طالب ہیں۔

بہترین کاغذ، اعلیٰ پرنٹنگ، چہار رنگا خوب صورت ٹائٹل،

صفحات: 208 قیمت:-/80روپے، مجاہدین ختم نبوت کیلئے خصوصی رعایت

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت حضوری باغ روڈ، ملتان

Monthly *Laulak* Multan Regd. No. M-108

پندرھویں — عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام — سالانہ

ختم نبوت کانفرنس

برمنگھم

بمقام جامع مسجد برمنگھم
۱۸۰ بیلگریو روڈ برمنگھم

صبح 9 بجے تا شام 7 بجے

مورخہ ۶ اگست
سنہ ۲۰۰۰ء بروز اتوار

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ **خان محمد** صاحب مدظلہ
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کانفرنس کے چند عنوانات

مسئلہ ختم نبوت ☆ حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام ☆ مسئلہ جہاد ☆ قادیانیت کے عقائد وعزائم ☆ مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور ان کی دہشت گردی ☆ کانفرنس میں جوق درجوق شرکت فرما کر ثابت کریں کہ ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دیں گے اور ان کا تعاقب جاری رکھیں گے۔ کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت 35 اسٹاک ویل گرین لندن ۔ ایس ڈبلیو 9,9 ایچ زیڈ یو کے
فون: 0207 - 737 - 8199